بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 15

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

1 شوال 1445 ہجری قمری • 11 شہادت 1403 ہجری شمسی • 11/اپریل 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ

(سورۃ التوبہ، آیت 72)

ترجمہ : اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/اپریل 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف دیکھو قائل کی طرف مت خیال کرو

اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پا جاتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف دیکھو قائل کی طرف مت خیال کرو۔ اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پا جاتا ہے، کیونکہ اگر یہ صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پھر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض۔

واعظ اپنے لئے کوئی ایک بات نکال لے، مگر تم کو اس سے کیا غرض۔ تمہارا مقصود اصلی تو طلب حق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ بے موقع، بے محل، بے ربط بات شروع کر دیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضائے وقت کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ان امراض کا لحاظ رکھتے ہیں جن میں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز بیان کو اگر غور سے دیکھتے تو ان کو وعظ کہنے کا بھی ڈھنگ آجاتا۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کیا ہے۔ آپ اس کو جوب دیتے ہیں کہ سخاوت۔ دوسرا آکر یہی سوال کرتا ہے تو اس کو جواب ملتا ہے ماں باپ کی خدمت۔ تیسرا آتا ہے اس کو جواب کچھ اور ملتا ہے۔ سوال ایک ہی ہوتا ہے جواب مختلف۔ اکثر لوگوں نے یہاں پہنچ کر ٹھوکر کھائی ہے اور عیسائیوں نے بھی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کیے ہیں، مگر احمقوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کیا۔

اس میں سِرّ یہی تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قسم کا مریض آتا تھا اسکے حسب حال نسخہ شفا بتلا دیتے تھے۔ جس میں مثلاً بخل کی عادت تھی اس کیلئے بہترین نیکی یہی ہوسکتی تھی کہ اس کو ترک کرے، جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا تھا، بلکہ ان کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا تھا، اس کو اسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تھی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 506، مطبوعہ 2018 قادیان)

کامل الایمان وہی شخص کہلا سکتا ہے جو ہر ابتلاء اور مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے بلکہ

مصائب کے آنے پر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور زیادہ جھک جاتا اور اپنے اندر پہلے سے بھی زیادہ عجز اور انکساری پیدا کرتا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خدا کی طرف سے آنے والا عذاب بلا وجہ نہیں ہوتا وہ انسان کی اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ انسان اُس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ بے دلی سے اُس کی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ خوشی اور رنج دونوں میں اُس کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہئے ورنہ ایسے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایمان جو انسان کو خدا تعالیٰ کے انعامات کا وارث کرتا اور اس کو مقرّب اور نعماء الٰہیہ کا جاذب بناتا ہے وہ وہی ایمان ہوتا ہے جو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک اور ماسوی اللہ کی محبت سے خالی ہو۔ ہمارے ملک میں بھی لوگ کہا کرتے ہیں کہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان کبھی بچ نہیں سکتا۔ اگر دونوں کشتیاں کچھ وقت تک اکٹھی بھی چلی جائیں تب بھی پانی کی روک ایک نہ ایک وقت ان کو ضرور علیحدہ کر دے گی اور ان کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان غرق ہو کر رہیگا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جو مُنہ سے تو اس کے ساتھ اپنی محبت کا دعویٰ کرتے ہوں اور عملی طور پر رات دن وہ دنیا پر گرے رہتے ہوں اور خدائی احکام کو پس پشت ڈال رہے ہوں۔ جب ترکوں نے بغداد پر حملہ کیا تو اٹھارہ لاکھ آدمی انہوں نے قتل کر دیا تھا۔ ایسی تباہی اور بربادی کے وقت کچھ لوگ ایک بزرگ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس تباہی سے بچالے۔ انہوں نے کہا میں کیا دُعا کروں، میں تو جب بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں مجھے آسمان سے ملائکہ کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ اَیُّہَا الۡکُفَّارُ اُقۡتُلُوا الۡفُجَّارَ یعنی اے کافران فاجر مسلمانوں کو خوب مارو۔ حالانکہ بظاہر اُن میں سے ایک فریق جو مارا جا رہا تھا خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا تھا اور دوسرا فریق دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا مگر چونکہ مسلمان کہلانے والوں نے مذہب کو صرف نام کے طور پر قبول کیا تھا، اپنے قلوب میں انہوں نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا اس لئے ان پر عذاب آگیا۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنے ایمان کا جائزہ لیتا رہے اور دیکھتا رہے کہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کیسا تعلق ہے۔ اور آیا عسر اور یُسر دونوں حالتوں میں وہ وفاداری کے ساتھ اپنے عہد پر قائم ہے یا نہیں۔ اگر انعام کے وقت وہ خدا تعالیٰ کی تعریف کرتا اور مصیبت کے وقت یہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ خدا نے پہلے مجھ پر کونسا احسان کیا تھا جو یہ مصیبت بھی بھیج دی تو صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ اُس کا ایمان محض دھوکا تھا۔ کامل الایمان وہی شخص کہلا سکتا ہے جو ہر ابتلاء اور مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے بلکہ مصائب کے آنے پر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور زیادہ جھک جاتا اور اپنے اندر پہلے سے بھی زیادہ عجز اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ یہی بات اس جگہ بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا چاہئے اور کسی مصیبت میں بھی اس سے اپنا تعلق قطع نہیں کرنا چاہئے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا مگر چند دنوں کے بعد ہی اُسے بخار ہو گیا۔ اس پر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی بیعت واپس لیتا ہوں کیونکہ مجھے تپ آنے لگا ہے مگر اس کے مقابلہ میں ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں مگر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ساتھ جو عہد انہوں نے کیا تھا اس میں کوئی رخنہ واقع نہ ہونے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سچے تعلق اور اخلاص کا پتہ ہی اسی وقت لگتا ہے جب انسان پر کوئی ابتلاء آتا ہے ورنہ آرام اور آسائش کی حالت میں تو کمزور ایمان والے بھی بڑی عقیدت اور تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 17، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے تمہیں اپنی صفیں سیدھی رکھنی چاہئیں ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں اور تمہارے دلوں میں اختلاف کا بیج ڈال دے گا۔

(بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصُّفوف)

فرض نماز کے کھڑے ہونے پر کوئی نماز جائز نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی اور نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذّن)

مسواک کرنا اور اسکی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے۔

(نسائی، باب الترغیب فی السواک)

اس شمارہ میں

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2023ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 22/مارچ 2024 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو کی حضور انور سے ملاقات

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ 2023ء

ملکی رپورٹس

اعلان برائے داخلہ دار الصناعت قادیان

جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء

’’ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بتایا ہے کہ اس جلسے میں شامل ہونے والوں میں زہد اور تقویٰ پیدا ہو جائے

متقی تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہو، ہر وقت خدا تعالیٰ سے اُس کی رضا چاہنے والا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی ڈھال بن جائے، اس کا محافظ ہو جائے......محسن

اس سے اگلا مقام ہے کہ صرف خود ہی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں آنا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کے بعد دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لانے کی کوشش کرنی ہے

’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں،
یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا، جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ
اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

خدا تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے قویٰ اور طاقتوں کا جائز استعمال ہی متقی کی نشانی ہے اور
ان کے جائز استعمال سے ہی مومن ان طاقتوں کی نشو و نما کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا ہوتا ہے

یہ بنیادی نکتہ ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ کسی کا خاندان کسی کو بڑا کر سکتا ہے نہ کسی کی دولت کسی کو بڑا کر سکتی ہے نہ علم کسی کو بڑا کر سکتا ہے
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جس میں تقویٰ ہے، جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے، جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے، جو جھوٹی اناؤں اور تکبر سے پاک ہے

’’اہل تقویٰ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم تقویٰ سے بڑھتے ہوئے محسنین کے زمرے میں شمار ہونے والے بن جائیں، ہمارا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور
اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہو، حقوق العباد بھی ادا کرنے والے ہوں اور ایک درد کے ساتھ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہوئے محسنین کے گروہ میں ہم شامل ہوں

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے ایک بہت بڑے مقصد حصولِ تقویٰ پر معرکہ آرا بیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2023ء کے افتتاحی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب
(فرمودہ مورخہ 28/جولائی 2023ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن، ہمپشئر، یو.کے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ○

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بتایا ہے اور اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اس جلسے میں شامل ہونے والوں میں زُہد اور تقویٰ پیدا ہو جائے۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اور جب یہ پیدا ہو گا تو خدا تعالیٰ کا قرب پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر انسان چلے گا اور جب یہ ہو گا تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے میں سستی دکھائے یا اسکے بندوں کے حقوق ادا کرنے میں سستی دکھائے اور کسی بھی ذریعے سے معاشرے میں فساد کا باعث بنے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں میں، اپنی بیعت میں آنے والوں کو صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ تقویٰ اختیار کرو بلکہ ایک درد کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے حکموں کے مطابق قرآنِ کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ کے مطابق ہمیں تقویٰ پر چلنے کے راستے بھی دکھائے اور واضح فرمایا کہ میرے سلسلۂ بیعت میں آنے والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیشمار مواقع پر اور مختلف تقاریر اور تحریرات میں بار بار اس کی تلقین فرمائی ہے کہ اسکے بغیر ایمان، ایمان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقویٰ کی جڑ کے بارے میں فرمایا کہ ’’اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 336، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر تقویٰ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں اور تقویٰ ہے تو سب کچھ ہے۔

ایک موقعے پر تقویٰ کے متعلق نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اپنی جماعت کی خیر خواہی کیلئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 10، ایڈیشن 1984ء)

اس آیت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اَور بہت سی جگہ وضاحت فرمائی ہے کہ متقی کون ہے اور محسن کون ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اسکی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پیش کروں یہاں متقی اور محسن کے لفظ کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

متقی تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہو۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے اُسکی رضا چاہنے والا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی ڈھال بن جائے، اس کا محافظ ہو جائے۔

پس یہ ہے حقیقی تقویٰ کی تعریف جسے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور محسن اس سے اگلا قدم ہے، اس سے اگلا مقام ہے کہ صرف خود ہی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں آنا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کے بعد دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لانے کی کوشش کرنی ہے۔

پس محسن کا درجہ متقی سے بڑھ گیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن متقی بھی ہو اور پھر محسن بھی ہو۔

پس یہ مقام ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ صرف خود ہی اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے، اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خوش قسمت ہیں وہ جو اس عظیم کتاب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس پر عمل کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لیں

سچائی کو پکڑ لیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے پیار کے سلوک کے نظارے بھی دیکھیں گے

رمضان میں روزے رکھنے یا فرض نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے یا کچھ نوافل پڑھ لینے سے رمضان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کے احکامات تلاش کر کے اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کا ادراک حاصل کرنے اور اس سے فیض پاتے ہوئے اس کی برکات حاصل کرنے کے راستے دکھانے کیلئے بے شمار ارشادات اور تحریرات ہمارے لیے چھوڑی ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے ہم حقیقی رنگ میں قرآن کریم سے فیض اٹھانے والے بن سکتے ہیں

قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کے بارے میں بتادوں کہ یہ بھی انتہائی ضروری چیز ہے جسے رمضان میں خاص طور پر ہر ایک کو ضرور کرنا چاہئے اور کم از کم ایک سیپارہ روزانہ تلاوت کرنی چاہئے تاکہ رمضان رمضان میں قرآن کریم کا ایک دَور مکمل ہو جائے

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

’’منکرین پر ہماری یہ حجت بھی تمام ہے کہ قرآن شریف جیسے مراتبِ علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہونچا تا ہے ویسا ہی مراتبِ عملیہ کے کمالات بھی اسی کے ذریعہ سے ملتے ہیں اور آثار و انوارِ قبولیت حضرت احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

’’کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

’’جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا، یہ تندرست نہ ہوں گے، عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

’’یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

’’یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لا انتہا برکات سے حصہ دیتا ہے، ایسی برکات اسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں، ان میں سے ایک عفو گناہ بھی ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن کریم کو پڑھیں، رمضان میں اسکی عادت ڈالیں، پھر مستقل زندگی کا حصہ بنائیں اور پھر اسکی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں

’’میرا یقین کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اسکی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے والے کو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

’’بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کر کے دس روز بھی قرآنی منشا کے بموجب مشغولی اختیار کرے تو اپنے قلب پر نور نازل ہوتا دیکھے گا، یہ خصوصیت دین اسلام کی بلا امتحان نہیں، صدہا پاک باطنوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے فضائل، مقام و مرتبہ اور عظمت کا بیان

رمضان المبارک کے دوران روزانہ کم از کم ایک سیپارہ تلاوتِ قرآن کرنے کی تحریک

فلسطین اور سوڈان میں جنگ کے بداثرات سے بچنے، دیگر مسلمان ممالک کیلئے عموماً نیز پاکستان اور یمن میں پابند سلاسل احمدی اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی کیلئے دعا کی تحریک

مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب آف امریکہ، مکرم حسن عابدین آغا صاحب آف کینیڈا، مکرم عثمان حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان، مکرم محمد زہراوی صاحب آف الجزائر، مکرم سعید احمد وڑائچ صاحب آف ربوہ اور مکرم شہباز گوندل صاحب آف ہالینڈ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/مارچ 2024ء بمطابق 22/امان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرہ:186)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کی اہمیت اس حوالے سے بیان فرمائی ہے کہ اس مہینے میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں تمام امور کا احاطہ کر کے، تمام ہدایات دے کر، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کے تمام راستے دکھا کر، شیطان کے تمام راستوں سے ہوشیار کر کے، موجودہ اور آئندہ آنے والے امور کی طرف راہنمائی کر کے، ان کے خطرات سے آگاہ کر کے، ان سے بچنے کے راستے دکھا کر، دہریت کا مقابلہ کرنے کے راستے دکھا کر، شرک سے ہوشیار کرنے اور اس سے بچنے کے طریقے سکھا کر غرضیکہ تمام امور جو موجودہ ہیں یا پرانے زمانے میں تھے یا آئندہ ہوں گے ان سب کو قرآن مجید میں بیان کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے تمام راستے اس آخری کامل اور مکمل شریعت میں بیان کر دیے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس عظیم کتاب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس پر عمل کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لیں۔ سچائی کو پکڑ لیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے پیار کے سلوک کے نظارے بھی دیکھیں گے۔

پس یہ ہے رمضان کے مہینے کی اہمیت کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت ہم پر اتاری ہے اور اس کتاب میں ہمیں روزوں کی فرضیت اور عبادتوں کے طریقے بھی سکھائے ہیں۔

اگر ہم صرف یہ سمجھیں کہ رمضان کے مہینے کی اہمیت صرف اتنی ہے کہ اس میں روزے فرض کر دیے اور قرآن کریم نازل کر دیا تو کافی نہیں ہے جب تک کہ ہم اس کامل ہدایت کے بارے میں ادراک حاصل نہ کریں اور پھر اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل نہ بنائیں۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس بات کا ادراک ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود نے عطا فرمایا۔ پس اس کیلئے ہمیں آپؑ کی کتب اور تفاسیر بھی پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ اس عظیم کلام اور ہدایت کو سمجھ کر ہم اس پر عمل کر سکیں۔

کل یومِ مسیح موعود بھی ہے جس میں ہم بڑی باقاعدگی سے جلسے وغیرہ بھی کرتے ہیں، اسے مناتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق مسیح موعودؑ کی آمد کے بارے میں بیان کرتے ہیں اور تقاریر کرتے ہیں لیکن صرف اس حد تک ایمان کی ترقی کافی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں قرآن کریم کے حوالے سے جو خزانہ عطا فرمایا ہے اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا، اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا بھی انتہائی اہم ہے جس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس بات کا ادراک عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمانیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب اتار کر ہم پر احسان کیا۔ اب اس سے فیض پانا اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہمارا کام ہے۔ پس اس کی طرف ہمیں خاص توجہ کرنی چاہئے۔

رمضان میں روزے رکھنے یا فرض نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے یا کچھ نوافل پڑھ لینے سے رمضان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کو پڑھنا اور اسکے احکامات تلاش کر کے اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

اسکے احکامات تلاش کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے اور یہ بہت اہم بات ہے اور یہی بات ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے جلوے سے صفت رحیمیت کے جلوے کا بھی فیض اٹھانے والا بنائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کا ادراک حاصل کرنے اور اس سے فیض پاتے ہوئے اس کی برکات حاصل کرنے کے راستے دکھانے کیلئے بے شمار ارشادات اور تحریرات ہمارے لیے چھوڑی ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے ہم حقیقی رنگ میں قرآن کریم سے فیض اٹھانے والے بن سکتے ہیں۔

ان میں سے آپؑ کے چند ایک اقتباسات مَیں اس وقت پیش بھی کروں گا لیکن اس سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کے بارے میں بتادوں کہ یہ بھی انتہائی ضروری چیز ہے جسے رمضان میں خاص طور پر ہر ایک کو ضرور کرنا چاہئے اور کم از کم ایک سیپارہ روزانہ تلاوت کرنی چاہئے تا کہ رمضان رمضان میں قرآن کریم کا ایک دَور مکمل ہو جائے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں نازل شدہ قرآن کریم کا ایک دَور مکمل کروایا کرتے تھے اور آخری سال میں مکمل قرآن کریم کا دو مرتبہ دَور مکمل کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبرائیل یعرض القرآن علی النبیؐ، حدیث 4998) پس ہر ایک کو قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالے سے کہ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:186)'' فرماتے ہیں کہ ''یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے'' یعنی ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں یہ ایسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ ''صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔'' دل کو روشن کرنے کیلئے، اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کیلئے ایک بڑا عمدہ مہینہ ہے۔ ''کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔'' دل کے اندر جو بیہودہ خیالات آتے رہتے ہیں، گناہ کے خیالات آتے رہتے ہیں ان سے دُوری پیدا ہو'' اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔'' خدا تعالیٰ کا قرب اس سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا ''پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے۔'' (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 424، ایڈیشن 2022ء)

یعنی قرآن کریم پر عمل کرنے کی برکت سے عبادتوں کے ساتھ یہ مقام ملتا ہے۔ پھر قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ''مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی۔'' فرمایا ''اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ (اور فرمایا) فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اَور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔'' فرمایا ''......اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو ...... بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے ...... ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کر دیں...... بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے...... اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔

اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ مَیں کہتا ہوں درحقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اَب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کیلئے کارگر ہوگا اور پہلے بھی قرنِ اوّل میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اس قوم کو جو اسکے اختیار کرنے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرا بھی تردّد اور تذبذب میں نہیں پڑی۔ بڑے جوش اور خوشی سے آگے بڑھ کر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اوّل، صفحہ 647-648)

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کا نزول ضرورت حقّہ کے وقت ہوا آپؑ فرماتے ہیں: ''وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ'' جس کی حالت یعنی اس زمانے کی حالت، جو اس وقت حالت تھی ''ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لا الہ الّا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علّت غائی ہوتی ہے۔'' جو بنیاد ہوتی ہے نبوت کی ''یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔'' (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد اوّل، صفحہ 112-113)

پس یہ آخری شرعی کتاب ایسے وقت میں آئی جب حالات اسکے آنے کا تقاضا کرتے تھے اور پھر لاکھوں دلوں کو پاک کیا اور آج تک کرتی چلی جا رہی ہے۔ پس جس نے فیض اٹھانا ہے اس سے فیض اٹھانے کی کوشش کرے۔

قرآن کریم علم و عمل میں بھی کمال تک پہنچاتا ہے یہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے، جو نیک مسلمان ہیں آج تک کے عمل اس بات کے گواہ ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین میں ناقص ہیں ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدقِ قدم میں بھی ناقص اور قاصر ہیں اور ان کی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہیں کیا جس سے یہ ثبوت مل سکے کہ وہ بھی ان کروڑہا مقدس لوگوں کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہیں کہ جن کی برکتیں ایسی دنیا میں ظاہر ہوئیں کہ ان کے وعظ اور نصیحت اور دعا اور توجہ اور تاثیر صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہو کر ایسے اپنے مولیٰ کی طرف جھک گئے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ پرواہ نہ رکھ کر اور اس جہان کی لذتوں اور راحتوں اور خوشیوں اور شہرتوں اور فخروں اور مالوں اور ملکوں سے بالکل قطع نظر کر کے اس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جس پر قدم مارنے سے ان میں سے سینکڑوں کی جانیں تلف ہوئیں۔'' دین کی خاطر قربانی کا جذبہ ان میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ سے وفا کرنے کا جذبہ پیدا ہو کے قربانی کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ فرمایا ''جانیں تلف ہوئیں۔ ہزارہا سر کاٹے گئے۔ لاکھوں مقدسوں کے خون سے زمین تر ہو گئی۔ پر باوجود ان سب آفتوں کے انہوں نے ایسا صدق دکھایا کہ عاشقِ دلدادہ کی طرح پابزنجیر ہو کر ہنستے رہے اور دکھ اٹھا کر خوش ہوتے رہے اور بلاؤں میں پڑ کر شکر کرتے رہے اور اسی ایک کی محبت میں وطنوں سے بے وطن ہو گئے اور عزت سے ذلّت اختیار کی اور آرام سے مصیبت کو سر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کر لی اور ہر یک پیوند و رابطہ اور خویشی سے غریبی اور تنہائی اور بے کسی پر قناعت کی اور اپنے

خون کے بہانے سے اور اپنے سروں کے کٹانے سے اور اپنی جانوں کے دینے سے خدا کی ہستی پر مہریں لگا دیں اور کلام الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے وہ انوار خاصہ ان میں پیدا ہو گئے کہ جو ان کے غیر میں کبھی نہیں پائے گئے اور ایسے لوگ نہ صرف پہلے زمانوں میں موجود تھے بلکہ یہ برگزیدہ جماعت ہمیشہ اہلِ اسلام میں پیدا ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے نورانی وجود سے اپنے مخالفین کو ملزم و لاجواب کرتی آئی ہے۔ لہٰذا منکرین پر ہماری یہ حجت بھی تمام ہے کہ قرآن شریف جیسے مراتبِ علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہونچا تا ہے ویسا ہی مراتبِ عملیہ کے کمالات بھی اسی کے ذریعہ سے ملتے ہیں اور آثار و انوار قبولیت حضرت احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے۔‘‘

اگر حقیقی رنگ میں اسکی پیروی کرو گے تو یہ معیار حاصل ہوں گے۔’’دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس طالب حق کیلئے یہی دلیل جس کو وہ بچشم خود معائنہ کر سکتا ہے کافی ہے یعنی یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں۔‘‘ نشانات اگر دیکھنے ہیں تو وہ صرف قرآن کریم کے کامل اتباع کرنے والوں میں پائے جاتے ہیں۔‘‘اور دوسرے تمام فرقے کہ جو حقیقی اور پاک الہام سے روگردان ہیں کیا برہمو اور کیا آریا اور کیا عیسائی وہ اس نورِ صداقت سے بے نصیب اور بے بہرہ ہیں چنانچہ ہر یک منکر کی تسلی کرنے کیلئے ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں بشرطیکہ وہ سچے دل سے اسلام قبول کرنے پر مستعد ہو کر پوری پوری ارادت اور استقامت اور صبر اور صداقت سے طلبِ حق کیلئے اس طرف تکلیف کُش ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد اوّل، صفحہ 350 تا 352 حاشیہ)

پس جو کوئی بھی سچے دل سے اس ہدایت کی طرف بڑھے گا اس کی علمی اور عملی طاقتیں بڑھیں گی۔ یہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس کو سمجھو اور میرے سے سیکھو کہ کس طرح مَیں تمہیں سکھاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر، قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔‘‘ فرماتے ہیں’’جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں۔‘‘ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ اس کو اپنا راہنما بنانا چاہتے ہیں’’مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔‘‘

اور یہ دنیا کی کامیابی بھی ہے اور دین کی کامیابی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے۔ دنیا دار تو صرف دنیاوی کامیابیوں پہ انحصار کرتے ہیں۔ اگر ہر قسم کی کامیابی لینی چاہئے، تو قرآن کریم میں ملے گی۔ فرمایا’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو! انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔‘‘ حال تو یہ ہے کہ چھپ کے عبادتیں کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں ہم بادشاہ بنیں گے۔’’لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور انہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔‘‘ کفار کے کسی رسم و رواج کی پیروی بھی نہیں کرتے تھے، سب کچھ چھوڑ دیا۔’’جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سرّ یہ تھا۔ خدا داری چہ غم داری‘‘

فرمایا کہ’’مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا۔‘‘

آج ایمان کے وہ معیار نہیں ہیں صرف باتیں ہیں لیکن اگر یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے تو ایمان کو بڑھانا پڑنا ہے۔ فرمایا کہ’’صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔‘‘ بادشاہ صلاح الدین کی مثال دے رہے ہیں کہ اسکے مقابلے پر کئی فوجیں اکٹھی ہوئیں’’لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اسکی نیّت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض‘‘ یعنی اسلام کی کمزور حالت’’ کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اسکے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاوے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔‘‘ تشخیص یہ کرتے ہیں کہ جی مغربی دنیا کی تقلید کرو۔ ترقی کرنی ہے تو یہ نئے مغربی علوم حاصل کرو۔ ہاں حاصل کرو لیکن قرآن کو اپنا راہنما بناؤ۔ فرمایا’’جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا، یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 157-158، ایڈیشن 1984ء)

پس ایمان اور عمل میں ترقی بھی دنیاداروں کی پیروی سے نہیں ہوگی بلکہ قرآن کریم کی پیروی سے ہوگی۔

پھر مسلمانوں کے قرآن شریف سے بے توجہگی اور اسے پڑھنے میں سستی کا بڑے درد سے ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ’’اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے آ کر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشس اور فطرت چاہتی ہے اور اسکا پورا پورا بیان خدا تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے۔‘‘ فرمایا’’مَیں اس وقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہوں گا جو مسلمان ہیں اور انہی سے خطاب کروں گا۔ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: 31)‘‘ کہ اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ فرمایا’’یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے، اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اسکے پاس نہیں جاتا۔‘‘ ایک ایسے پانی کا چشمہ ہے جو پیاس بھی بجھاتا ہے اور علاج بھی ہے اسکے پاس تو جاتا نہیں۔ بڑا بدقسمت ہے وہ۔ فرمایا’’تو یہ اسکی کیسی بدقسمتی ہے اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اسکے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔‘‘ فرمایا کہ’’اور اس وقت تک اس سے دُور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔‘‘ بعضوں کو موت آ جاتی ہے لیکن قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔’’اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآنِ شریف ہے۔ جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایما سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔‘‘

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو خدا نے قرآن کریم کی تعلیم پھیلانے کیلئے اس زمانے میں بھیجا ہے انہیں کذّاب کہا جاتا ہے، جھوٹا کہا جاتا ہے، مفتری کہا جاتا ہے، گالیاں دی جاتی ہیں۔ مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اب ایسی حالت سے اَور قابل رحم حالت ان لوگوں کی اَور کیا ہوگی۔ فرمایا کہ’’مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کیلئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اسکی قدر کریں۔ اسکی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دُور کر دیتا ہے۔ کاش! مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔‘‘ فرمایا’’یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لا انتہا برکات سے حصہ دیتا ہے۔ ایسی برکات اسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک عفوِ گناہ بھی ہے۔‘‘

یعنی گناہ معاف ہو جاتے ہیں’’کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکے گناہ بخش دیتا ہے۔ دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم کو جُونوں میں جانا پڑے گا۔‘‘ جو بعض ہندوؤں کا عقیدہ ہے’’اور معافی نہیں مل سکتی۔ عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لا کر اگر گناہ ہو جاوے تو پھر صلیبِ مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ مسیح دو مرتبہ صلیب پر نہیں چڑھے گا تو کیا یہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونو کیلئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے کیونکہ صدورِ گناہ تو رک نہیں سکتا۔‘‘ یہ تو ہوتا رہتا ہے انسان بعض لغزشیں کرتا رہتا ہے۔’’اگر خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کا شکر نہ کرے تو یہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہ بھی گناہ ہے اور ان گناہوں پر بھی جُونوں میں جانا پڑے گا یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جائے

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا

ترجمہ : اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو (سورۃ النور: 28)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ : یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ اپنے ربّ کی طرف جھکے یہی وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (سورۃ الھود: 24)

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

گا۔اس لئے کلّی طور پر مایوس ہونا پڑے گا۔'' باقی مذاہب میں تو اگر گناہ سرزد ہوتے جاتے ہیں تو پھر مایوسی ہے، کوئی بخشنے کا ذریعہ نہیں ہے'' مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم نہیں دی۔ ان کیلئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جب انسان اس کی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے خواستگارِ معافی ہو اور آئندہ کیلئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔

اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہو کر سنو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ اور یہ تمہارے دل تک نہ پہنچیں۔'' پس یہ باتیں سنو اور اپنے دل تک پہنچاؤ، ساری صرف کانوں تک نہ رکھو۔ فرمایا ''نہیں۔ بلکہ پوری توجہ سے سنو اور ان کو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے ان کو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے۔''

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 181 تا 183، ایڈیشن 1984ء)

یہاں بیٹھ کے خطبہ سننے تک ہی اثر نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی اس پر عمل ہو اور عمل یہی ہے کہ ہم قرآن کریم کو پڑھیں۔ رمضان میں اسکی عادت ڈالیں۔ پھر مستقل زندگی کا حصہ بنائیں اور پھر اسکی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔

احمدیوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم قرآن کریم میں تحریف کرنے والے ہیں۔ پاکستان میں آج کل اسی قانون کے پیچھے احمدیوں پر مولویوں کی طرف سے مقدمے قائم کیے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ'' قرآنِ شریف قانونِ آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہ بہت ہی سخت گناہ ہے۔ تعجب ہوگا کہ ہم یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر قرآنِ شریف کیلئے وہی روا رکھتے ہیں۔ مجھے اَور بھی افسوس اور تعجب آتا ہے کہ وہ عیسائی جن کی کتابیں فی الواقعہ محرّف مبدّل ہیں وہ تو کوشش کریں کہ تحریف ثابت نہ ہو اور ہم خود تحریف کرنے کی فکر میں!!!'' یعنی جن کی پرانی شریعتوں کی کتابیں تحریف شدہ ہیں وہ تو کہتے ہیں نہیں تحریف ہوئیں لیکن ہمارے بعض عمل ایسے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ خود ہم تحریف کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ'' دیکھو! افترا کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے۔'' آپؑ نے اپنا نکتہ نظر بیان فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ قرآن کریم میں تحریف ہوگئی۔ افتراء کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے'' اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنا یہ بھی افتراء ہے اس سے بچو۔''

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 168-169، ایڈیشن 1984ء)

پس ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر قسم کی تحریف سے بچنا ہے کیونکہ تحریف کرنے والا خبیث اور موذی ہے۔ آپؑ نے یہ فرمایا۔ پس ہم پر یہ الزام لگانے والوں کو عقل کرنی چاہئے کہ کیا تحریف کر کے ہم اپنے آپ کو خبیثوں اور موذیوں میں شمار کرنے والے ہو جائیں گے یا بننا چاہیں گے؟

قرآن کریم کے کامل کتاب ہونے پر آپؑ نے کیا ارشاد فرمایا۔ فرمایا:'' مَیں قرآن اور احکام قرآنی کی خدمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمر بستہ ہوں اور جان تک مَیں نے اپنی اس راہ میں لگا دی ہے۔ اور میرا یقین کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اسکی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوًا اپنی گردن سے اتارنے والے کو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں۔''

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 309، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ان سارے سوالوں کا جواب ہے جو ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا قرآن کریم کی تعلیم سے نجات کی راہ اور نور ملتا ہے۔ اس بات کو واضح فرمایا کہ اس کے علاوہ اَور کوئی کتاب ہے ہی نہیں جو یہ نور دے سکے اور ہدایت دے سکے۔ آپؑ فرماتے ہیں:'' سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمیٰ تک پہنچاتی ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل:73)'' جو اس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا فرمایا کہ'' جو شخص معارف حقہ کے حصول کیلئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل وقال میں نہ پھنس رہے اس پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کیلئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے۔'' آپؑ نے یہاں الفاظ عربی کے استعمال کیے ہیں۔ فرمایا: پوری کوشش کرے اور صرف قیل وقال میں نہ پھنسا رہے یعنی حدیثوں کے حوالے نہ دیتا رہے۔ اس پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باقی باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کیلئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور راہبر بنایا جاوے۔'' یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں وہ محنت کرتے ہیں کہ جس سے ان کا جسم خشک ہو جاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضاتِ شدیدہ بجالاتے ہیں۔'' بڑی سخت ریاضتیں کرتے ہیں۔'' لذات سے بکلّی کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوارِ خاصہ ان کو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلتِ ریاضت وترکِ رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں۔'' وہ خصوصیات ان کو نہیں مل سکتیں لیکن اگر قرآن کریم پر عمل کریں تو تب یہ ہوتے ہیں۔ فرمایا'' پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جس کی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے۔

بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کر کے دس روز بھی قرآنی منشا کے بموجب مشغولی اختیار کرے تو اپنے قلب پر نور نازل ہوتا دیکھے گا۔ یہ خصوصیت دین اسلام کی بلا امتحان نہیں۔'' یہ نہیں کہ صرف بات کر دی، اس کا کوئی امتحان نہیں بلکہ'' صدہا پاک باطنوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے۔''

(مکتوبات احمد، جلد اوّل، صفحہ 549، ایڈیشن دوم)

اس کی سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے اس پر عمل کیا اور فیض پایا۔ زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ جنہوں نے عمل کیا انہوں نے فیض پایا ہے اور سینکڑوں ہزاروں اسکی مثالیں موجود ہیں۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ اس طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں اور اپنی نسلوں میں بھی اسکی اہمیت پیدا کریں۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسانوں کو خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی حالت ابھی کمزور ہے جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپؑ نے انسان کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا اور یہ ثبوت قرآنی تعلیم کی روشنی میں دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ'' اَے دوستو! گناہ سے بے خوف ہونے کی یہی وجہ ہے کہ غافل انسان کو نہ خدا پر یقینی ایمان ہے نہ اسکی سزا پر۔ ورنہ انسان اپنی ذات میں بزدل ہے۔'' انسان اپنی ذات میں بڑا بزدل ہے۔'' اگر ایک گھر میں کسی چھت کے نیچے'' مثال دی ہے آپؑ نے کہ دیکھو'' اگر ایک گھر میں کسی چھت کے نیچے چند آدمی بیٹھے ہوں اور یکدفعہ سخت زلزلہ آوے تو وہ سب کے سب باہر کی طرف دوڑتے ہیں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر چند منٹ اَور چھت کے نیچے بیٹھے رہے تو موت کا شکار ہو جائیں گے'' چھت نیچے آپڑے گی۔'' مگر چونکہ گناہ کرنے والوں کو خدا پر یقین نہیں، نہ اس کی سزا پر یقین ہے اس لئے وہ لوگ دلیری سے گناہ کرتے ہیں۔'' فرمایا کہ'' جو لوگ جھوٹے اور بناوٹی ذریعے نجات کیلئے ڈھونڈتے ہیں وہ اَور بھی گناہ پر دلیر ہو جاتے ہیں کیونکہ جھوٹا ذریعہ کوئی یقین نہیں بخشتا مگر جس شخص کو یہ علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے کہ درحقیقت خدا ہے اور درحقیقت گناہ گار بے سزا نہیں رہے گا بشرطیکہ یقینی علم ہو نہ محض رسمی۔ وہ بلاشبہ اپنے تئیں گناہ کی راہوں سے بچائے گا۔ سچی فلاسفی نجات کی یہی ہے جو قرآن شریف نے ہم پر ظاہر کی اگر چاہو تو قبول کرو۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 422-423)

پس اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں۔ اس پر ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کریں تو نجات ہے ورنہ بہت مشکل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:'' مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کیلئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا'' یعنی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکے گا۔'' سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرّہ بدی کا بھی قابلِ پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 25-26)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے اور جو ہدایت اس نے دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ ہمیں ایمان اور یقین اور اللہ تعالیٰ کی خشیت میں اللہ تعالیٰ بڑھائے۔ ہم صرف رمضان میں نہیں بلکہ ہمیشہ قرآنی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جب یہ ہوگا تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے بھیجے گئے تھے۔ قرآن کریم کی حکومت کا جوا ہماری گردنوں میں ڈالنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں اور پھر بعد میں بھی ہمیشہ ہمیں قرآنی تعلیم سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

دعاؤں میں فلسطینیوں کو بھی یاد رکھیں جنگ کے علاوہ بھوک اور بیماری سے اب بچوں اور معصوموں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اب تو یو این (UN) کے ادارے بھی یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ انسان کا پیدا کردہ قحط اور بھوک

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنت میں وہ کچھ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا،
نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا

(مسلم، كِتَاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا، باب صِفَّةِ الْجَنَّةِ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم دشمن سے مُڈ بھیڑ کی خواہش نہ رکھو
لیکن جب تمہاری مُڈ بھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب کراہۃ تمنی لقاء العدو)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

ہے، آفت ہے جو اسرائیلی حکومت کی سختی اور ڈھٹائی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اگر رستے کھل جائیں اور امداد جلد پہنچ جائے تو ابھی بھی بہتری آسکتی ہے۔

اسی طرح سوڈان کی عوام کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیڈروں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو عقل دے۔ وہاں بھی بھوک اور بیماری سے لوگ مر رہے ہیں اور اپنے ہی لوگ اپنے ہم وطنوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ یہ سب اس لیے کہ ہوا و ہوس ہے اور قرآنی تعلیم کو بھول گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے میں بھیجا گیا ہے اسے ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔

اسی طرح بہت سے دوسرے مسلمان ممالک کی حالت ہے وہاں بھی کافی تکلیف دہ صورتحال ہے۔ حکومتیں اپنے عوام پر ظلم کر رہی ہیں۔ آپس میں لوگ لڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

پاکستان کے ہمارے احمدی اسیران ہیں ان کیلئے دعا کریں، یمن کے اسیران ہیں ان کیلئے بھی دعا کرتے رہیں۔ پاکستان میں عمومی حالات کیلئے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

نماز کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔

پہلا ذکر ہے ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب امریکہ کا جو گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم اور میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ ننھیال کی طرف سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑنواسے اور حضرت مصلح موعودؓ کے نواسے تھے۔ ددھیال کی طرف سے حضرت پروفیسر علی احمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ انہوں نے میڈیکل کی ڈگری حاصل کی اور اسکے بعد فوج میں بھی کام کرتے رہے۔ پھر ربوہ میں میڈیکل کلینک اپنا کلینک کھولا اور ارد گرد کے غریبوں کی کافی مدد کرتے رہے۔ لوگوں نے ان کے کلینک سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں بھی ان کو مہتمم اور قائد کے طور پر خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ جب سے امریکہ میں گئے ہیں وہاں ان کو نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن کی خدمت ملی۔

خلافت سے بھی ان کا بے مثال تعلق تھا۔ اطاعت اور عشق کا تعلق تھا۔ مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ خلافت کے بعد میرے ساتھ انہوں نے بہت زیادہ تعلق کا اظہار کیا۔ ہمیشہ دعا کیلئے لکھتے رہتے تھے۔ ہر کام سے پہلے دعا کیلئے کہتے تھے۔ شعبہ تعلیم القرآن کیلئے بھی انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا ہے۔

ان کی اہلیہ رضوانہ صاحبہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی اور تلاوت کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ کار میں بھی اور سفر کے دوران یا خود تلاوت کرتے یا کوئی ساتھ ہوتا تو بچوں سے کہتے تلاوت کرو اور مجھے سناؤ۔ پھر درستگی بھی کرتے رہتے تھے۔

ان کی بیٹی سلمانہ کہتی ہیں کہ شادی کے بعد بھی آپ مجھے باقاعدگی سے فون کر کے قرآن مجید کا ترجمہ سکھاتے اور چھٹیوں میں اپنے نواسوں کو بھی خود قرآن کریم پڑھاتے تھے اور پھر ایک خوبی یہ تھی کہ کسی بھی چھوٹی بڑی غلطی پر فوری معافی مانگتے تھے۔ نومبائعین کو بھی اپنی خوشیوں میں شامل کرنے کا خاص اہتمام کرتے۔ بچوں کو اسکی تلقین کرتے۔

ان کے داماد مرزا نبیل احمد کہتے ہیں کہ ہر ایک کو بڑے پیار اور محبت سے ملتے۔ باجماعت نماز کے پابند، قرآن مجید کی تلاوت خود بھی کرتے اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے۔ کووڈ کے دنوں میں اپنے گھر میں سب کو اکٹھا کر کے نماز پڑھاتے رہے اور ہمیشہ یہ کہتے تھے کوئی مسئلہ ہو خلیفۂ وقت کو خط لکھو۔ ان کی بیٹی مفلحہ نے لکھا ہے کہ ہمیشہ ہمیں کہا کہ سوچ مثبت رکھنی چاہئے۔ اللہ پر یقین رکھو۔ حسنِ ظن لوگوں پر کیا کرو اور عاجزی کا مظاہرہ کرو۔ غلطیوں کو تسلیم کر لو۔ اسی طرح ان کی بھانجی نے بھی ان کی انہی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہر شخص جو افسوس کیلئے آ رہا ہے ان کے بارے میں یہی کہتا ہے کہ بڑی نرم زبان تھی اور بڑی مہربان فطرت تھی۔

فرہاد رانا صاحب مربی ہیں۔ یہ کہتے ہیں پندرہ سال کی عمر سے ان سے تعلق پیدا ہوا اور انہوں نے مجھے جماعت کے ساتھ جوڑا بلکہ انہی کی وجہ سے مَیں نے وقف بھی کیا۔ چودھری وسیم احمد صاحب لکھتے ہیں کہ 1974ء میں ایک دفعہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہمیں کسی پراجیکٹ پہ کام دیا تو یہ بڑی محنت سے اور عاجزی سے یہ کام کرتے تھے اور بعض دفعہ ساری ساری رات کام میں لگے رہتے تھے۔ مریضوں کی بڑی خدمت کرنے والے، ان کا خیال رکھنے والے، علاج کے علاوہ اپنی جیب سے ان کو دوائیاں خریدنے کیلئے پیسے بھی دے دیا کرتے تھے۔ یہ میرے خالہ زاد بھی تھے۔ غریب پروری اور مہمان نوازی میں خاص طور پہ مَیں نے ان کے گھر جا کے بھی دیکھا ہے۔ جلسے کے دنوں میں بھی ان کی والدہ اور ان کے والد دونوں کا مہمان نوازی بہت خاص وصف تھا۔ میاں بیوی نیک ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ
وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے
(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 390)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

تبھی آگے بچوں پہ بھی نیکی کا اثر ہوتا ہے۔ جلسے کے دنوں میں اپنا گھر خالی کر دیتے تھے اور خود باہر ٹینٹ لگا کے رہا کرتے تھے اور سارا گھر مہمانوں سے بھرا ہوتا تھا تو یہی نیک فطرت ان میں بھی آئی ہے۔

دوسرا ذکر ہے مکرم حسن عابدین آغا صاحب یہ سیرین (Syrian) تھے۔ آج کل کینیڈا میں تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی اسّی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ان کے بیٹے عبدالقادر عابدین لکھتے ہیں کہ میرے والد سنی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پھر اسکے بعد شیعہ مذہب اختیار کر لیا پھر بڑے بھائی (ان کے جو بڑے بھائی تھے) بشیر عابدین کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جماعت سے تعارف ہوا۔ مختلف امور کے بارے میں جماعت کی تفسیرات اور تشریحات سے متاثر ہوئے اور احمدیت کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ پھر انہوں نے گھر میں بات شروع کی۔ کہتے ہیں میرے اور میرے والد صاحب اور میرے بھائی کے درمیان دو مہینے بحث مباحثہ چلتا رہا یہاں تک کہ ہم بھی مطمئن ہو گئے اور ایک روز بیعت فارم فل (fill) کر دیا۔ کہتے ہیں میرے والد کا بہنوں پر بھی اثر تھا ان کی وجہ سے بہنوں نے بھی احمدیت قبول کر لی اور تمام خاندان احمدی ہو گیا۔ پھر ان کا گھر مرکز جماعت بن گیا جہاں احمدیت کی تبلیغ بھی ہوتی تھی، نمازیں بھی پڑھی جاتی تھیں، جمعہ بھی پڑھا جاتا تھا۔ شام میں حلب کی جماعت میں بطور صدر خدمت کی توفیق بھی ملی۔ نمازِ تہجد باقاعدگی سے ادا کرنے والے، جماعتی کتب کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کرنے والے تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے خلافت سے بڑا پیار کا تعلق تھا۔ مبلغین کی قدر اور احترام کرتے تھے۔ نہایت سادہ زندگی گزاری۔ مہمان نوازی بہت کرتے تھے۔

ان کی اہلیہ زبیدہ صاحبہ کہتی ہیں اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ بڑے اچھے شوہر تھے۔ گھر میں میرے کاموں میں مدد کرتے تھے۔ میرے بہن بھائیوں اور رحمی رشتوں سے بھی بڑا پیار کا تعلق رکھتے تھے۔ بچوں کو سچ بولنے، ایماندار ہونے کی ہمیشہ تلقین کی۔ لوگوں سے پیار کرنے کی تلقین کی۔ مہمان نوازی کرنے کی تلقین کی۔ بڑے تہجد گزار بھی تھے اور چندوں میں ہمیشہ بڑی باقاعدگی تھی۔

ایک پوتے ان کے جامعہ احمدیہ میں پڑھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں میرے دادا بڑے عاجز، صابر اور قناعت پسند انسان تھے۔ تہجد کی باقاعدگی بھی مَیں نے ان میں دیکھی ہے۔ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے اور تمام لوگوں سے محبت کرتے تھے۔ عفو و درگزر کی خصوصیت بھی ان میں تھی۔

مصلح شنبور صاحب مربی کہتے ہیں۔ قناعت کی صفت ان میں نمایاں تھی۔ مالی مشکلات میں ہوتے تو بھی کسی سے مدد نہیں مانگتے تھے بلکہ اگر تھوڑے بہت پیسے ہوتے تو وہ بھی چندے میں دے دیتے تھے۔ کسی کے محتاج ہونا نہیں چاہتے تھے۔ کہیں دکان پہ چیز لینے کیلئے جانا ہوتا تو ہم نے کئی دفعہ کہا کہ ہم آپ کو گاڑی میں لے جاتے ہیں لیکن وہ سردیوں میں بھی پیدل چل کے جایا کرتے تھے بلکہ کہتے ہیں کہ آخری ایام میں بھی جبکہ پیدل چلنا ان کیلئے مشکل تھا ان کو سردی میں مَیں نے پیدل دکان سے آتے ہوئے دیکھا ہے۔ کسی پر انحصار کرنا نہیں چاہتے تھے اور بڑے شکر گزار انسان تھے۔

حافظ عبدالحئی بھٹی صاحب کہتے ہیں کہ حسن عابدین صاحب کے وجود میں خاکسار کو ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ یَدۡعُوۡنَ لَکَ صُلَحَاءُ الۡعَرَبِ وَاَبۡدَالُ الشَّامِ پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ جب گلے ملتے تو کہتے کہ مجھے آپ سے محبت ہے کیونکہ آپ مہدی علیہ السلام کی قوم میں سے ہیں اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر آتا تو بے ساختہ بار بار علیہ الصلوٰۃ والسلام دہراتے۔ ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں اور یہ فرماتے کہ اس زمانے میں جہاں ہر طرف دھواں پھیلا ہوا ہے حقیقی اسلام سے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں روشناس کرایا۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے عثمان حسین محمد خیر صاحب۔ ان کی گذشتہ دنوں ساٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ یہ سعودی عرب میں مقیم تھے۔ ویسے یہ سوڈانی تھے۔ 2007ء میں وہاں ایم ٹی اے کے ذریعہ سے انہوں نے جماعت سے تعارف حاصل کیا اور پھر بیعت کر لی۔ پھر واپس سوڈان آ گئے۔ گھر میں ڈش لگوائی اور اپنے اہل خانہ کو اور بہن بھائیوں کو تبلیغ شروع کی۔ ان کے خاندان کے باقی لوگ تین بھائی، ایک بہن اور بیوی بچے بھی احمدی ہو گئے۔ اور پھر کیونکہ پہلے ان کو بیعت کی قبولیت کے خط کا جواب نہیں ملا تھا تو پھر انہوں نے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ دوبارہ بیعت کا خط لکھا اور جب بیعت کا خط مل گیا تو پھر ان کو تسلی ہوئی۔ سوڈان میں جماعت کا سینٹر ان کے گھر میں تھا اور وہیں جمعہ ادا کرتے تھے اور ایم ٹی اے دیکھتے۔ درس و تدریس ہوتی۔ تفسیر کبیر پڑھنے کا سلسلہ جاری رہتا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آ جاتی ہے
اس لیے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا، اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں، ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی
(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 317، ایڈیشن 1988ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

جماعت کیلئے خرچ کرنے میں بڑے سخی تھے۔ احمدیوں کے آنے پر بہت خوش ہوتے۔ کبھی انہوں نے جماعت سے کسی خرچ کیلئے مطالبہ نہیں کیا اپنی جیب سے خرچ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح کبھی جماعت میں کوئی عہدہ بھی نہیں لیا۔ جب کہا جاتا کہ یہ کام آپ لے لیں یا عہدہ لے لیں تو کہتے کہ نوجوانوں کو دیں تا کہ وہ زیادہ کام سیکھیں۔ مرحوم کے بیوی بچے بھی انہی کی طرح خدمت کرنے والے ہیں۔ ایک بیٹی ڈاکٹر ہے اور بیٹا بھی شعبہ مال میں ڈیوٹی دے رہا ہے۔ اب تک ان کا گھر مرکز کے طور پر استعمال ہو رہا تھا لیکن خانہ جنگی کے بعد اب لوگ مختلف علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ رابطے کٹ گئے ہیں۔ پہلے بھی مَیں نے کہا تھا دعا کریں ان کے حالات بھی ٹھیک ہوں اور دوبارہ یہ جماعت اکٹھی ہو کے رہ سکے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکر محمد زہراوی صاحب الجزائر کا ہے۔ ان کی گذشتہ دنوں اڑتالیس سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ صدر جماعت لکھتے ہیں کہ مرحوم کینسر کے مریض تھے۔ جماعت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ بڑے مہمان نواز اور خلافت کے مطیع تھے۔ فوج میں ملازم تھے اور دوستوں کے آپ کے گھر جانے پہ بہت خوش ہوتے تھے اور غربت کے باوجود ان کی مہمان نوازی بہت کرتے تھے۔ عدالتی کارروائی کا بھی ان کو سامنا کرنا پڑا۔ جج نے ان سے پوچھا کہ آپ جیسا الجزائری ایک انڈین شخص کی اتباع کیسے کر سکتا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ الجزائر جیسا ملک انڈین شخص سے کیسے ڈر سکتا ہے؟ یعنی اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام کو حقیر جانتے ہو تو اس قدر ڈرنے کی ضرورت کیا ہے۔ یہی آج کل ملاؤں کا حال ہے۔ ان کو اگر خوف نہیں ہے تو پھر کھل کے ہمیں ہماری بات کرنے کیوں نہیں دیتے۔ تبلیغ میں روکیں کیوں ڈالتے ہیں۔ صرف خوف ہے کہ ہماری باتیں کیونکہ سچ ہیں لوگ اس کو قبول کریں گے اس لیے جھوٹ اور غلط سلط باتیں جماعت کی طرف منسوب کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرو۔

خلافت سے تعلق کے بارے میں یہ لکھتے ہیں کہ الجزائر میں جب مَیں نے ان کو کہا کہ چیریٹی کے طور پر رجسٹرڈ کروالیں تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ نہیں۔ نہیں کرنی چاہئے تو انہوں نے کہا کہ جب خلیفۂ وقت کا حکم آ گیا تو پھر بحثیں بند کرو اور کام کرو اور پھر صدر جماعت کو کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ قدم بڑھائیں۔

پھر اگلا ذکر ہے سعید احمد وڑائچ صاحب ابن عبدالحئی وڑائچ صاحب ربوہ کا۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ان کے پڑدادا کے ذریعہ ان کے گھر احمدیت آئی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ نظارت امور عامہ کی رپورٹ کے مطابق ان پر مقدمات بھی ہوئے۔ توہین رسالت کا بے بنیاد الزام تھا اور گرفتاری عمل میں آئی اور پھر بہرحال مقدمہ چلا اور باعزت بریت بھی ہوگئی۔ تین سال دو ماہ ان کو اسیری میں رہنے کی توفیق ملی لیکن دشمنی اتنی زیادہ تھی کہ بریت کے باوجود پھر اپنے گھر نہیں جا سکتے تھے۔ پھر ربوہ میں ہی رہے۔

اگلا ذکر ہے شہباز گوندل صاحب کا جو احمد خان گوندل صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ بھی ربوہ کے تھے آج کل ہالینڈ میں تھے۔ ان کی گذشتہ دنوں میں ہالینڈ میں ہی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے خاندان میں بھی احمدیت کا نفوذ ان کے دادا خوشی محمد صاحب آف نوابشاہ کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے خلافت ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ 1992ء میں ان کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی اعزاز ملا اور کوٹری سے ان کو گرفتار کیا گیا۔ توہین رسالت اور تبلیغ کے بے بنیاد الزام لگائے گئے اور دس سال تک ان کا مقدمہ چلتا رہا۔ دو تین ماہ اسیری میں رہے۔ بعد میں ضمانت تو ہوگئی لیکن مقدمہ بہرحال دس سال تک چلتا رہا۔ پنجگانہ نمازوں کے پابند تہجد گزار بھی تھے۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے جو کام بھی سپرد کیا جاتا بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ نماز کے بعد ان سب کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

129واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27، 28اور 29/دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28اور 29/دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 9

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 9

امین کا خطاب حاصل کیا۔ مجھے اس بات کے مطالعہ سے ایک روحانی سرور حاصل ہوتا ہے کہ آپ کی عمر کے جس زمانہ میں آپؐ کی یہ شادیاں ہوئیں وہ وہ زمانہ ہے جب کہ آپ پر آپ کے فرائض نبوت کا سب سے زیادہ بار تھا اور اپنی ان لاتعداد اور بھاری ذمہ واریوں کی ادائیگی میں آپ بالکل محو ہو رہے تھے اور میرے نزدیک اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر انصاف پسند شریف انسان کے نزدیک محض یہ منظر ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ آپ کی یہ شادیاں آپ کے فرائض نبوت کا حصہ تھیں جو آپ نے اپنی خانگی خوشی کو برباد کرتے ہوئے تبلیغ و تربیت کی اغراض کے ماتحت کیں۔ ایک بُرا آدمی دوسرے کے افعال میں بُری نیت تلاش کرتا ہے اور اپنی گندی حالت کی وجہ سے بسا اوقات دوسرے کی نیک نیت کو سمجھ بھی نہیں سکتا مگر ایک شریف انسان اس بات کو جانتا اور سمجھتا ہے کہ بسا اوقات ایک ہی فعل ہوتا ہے جسے ایک گندہ آدمی بُری نیت سے کرتا ہے مگر اسی کو ایک نیک آدمی نیک اور پاک نیت سے کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ میں اس موقع پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام میں شادی کی غرض یہ نہیں ہے کہ مرد اور عورت اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کیلئے اکٹھے ہو سکیں بلکہ گو نسل انسانی کے بقا کیلئے مرد و عورت کا اکٹھا ہونا نکاح کی ایک جائز غرض ہے مگر اس میں بہت سی اور پاکیزہ اغراض بھی مدنظر ہیں۔ پس ایک ایسے انسان کی شادیوں کی وجہ تلاش کرتے ہوئے جس کی زندگی کا ہر حرکت و سکون اس کی بے نفسی اور پاکیزگی پر ایک دلیل ہے۔ گندے آدمیوں کی طرح گندے خیالات کی طرف مائل ہونے لگنا اس شخص کو تو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے متعلق رائے لگائی جاتی ہے مگر رائے لگانے والے کے اپنے اندرونہ کا آئینہ ضرور سمجھا جا سکتا ہے۔ پس اس سے زیادہ میں اس اعتراض کے جواب میں کچھ نہیں کہوں گا۔ واللہ المستعان علی ما یصفون۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 550 تا 555، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

جہیز کی نمائش ایک غلط رسم ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں، جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دولہا والے دولہن کیلئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار، باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے، باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے ......صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے ......جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ یہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کر لے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو۔‘‘

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، صفحہ 101 تا 103)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2024ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 25، 26، 27/اکتوبر 2024ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ ہم نے آپس میں
ایک دوسرے سے پیار اور محبت کا سلوک کرنا ہے، آپس کے تعلقات کو
اس طرح رکھنا ہے جس طرح دو پیار کرنے والے بھائیوں کا تعلق ہوتا ہے

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

حضرت زینب کی شادی کے بقیہ حالات

(بقیہ حصہ)

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ ابن سعد اور طبری وغیرہ نے حضرت زینب بنت جحش کی شادی کے متعلق ایک سراسر غلط اور بے بنیاد روایت نقل کی ہے اور چونکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے خلاف اعتراض کا موقع ملتا ہے اس لئے بعض مسیحی مؤرخین نے اس روایت کو نہایت ناگوار صورت دے کر اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ روایت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش کی شادی زید کے ساتھ کردی تو اس کے بعد آپ کسی موقع پر زید کی تلاش میں ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت اتفاق سے زید اپنے مکان پر نہیں تھے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے سے باہر کھڑے ہو کر زید کو آواز دی تو زینب نے اندر سے جواب دیا کہ وہ مکان پر نہیں ہیں اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہچان کر وہ لپک کر اٹھیں اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ اندر تشریف لے آئیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور واپس لوٹنے لگے مگر چونکہ حضرت زینب گھبرا کر ایسی حالت میں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں کہ ان کے بدن پر اوڑھنی نہیں تھی اور مکان کا دروازہ کھلا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان پر پڑ گئی اور آپ نعوذ باللہ ان کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر یہ الفاظ گنگناتے ہوئے واپس لوٹ گئے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ مُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ ”پاک ہے وہ اللہ جو سب بڑائی والا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں لوگوں کے دل ہیں جدھر چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔“ جب زید بن حارثہ واپس آئے تو زینب نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا قصہ بیان کیا اور زید کے دریافت کرنے پر کہ آپ کیا فرماتے تھے انہوں نے آپ کے یہ الفاظ بھی بیان کئے اور کہا میں نے تو عرض کیا تھا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں مگر آپ نے انکار فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔ یہ سن کر زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور کہا یارسول اللہ! شاید آپ کو زینب پسند آگئی ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں اور پھر آپ اس کے ساتھ شادی فرمالیں۔ آپ نے فرمایا ”زید خدا کا تقویٰ کرو اور زینب کو طلاق نہ دو۔“ مگر اسکے بعد زید نے زینب کو طلاق دے دی۔ یہ وہ روایت ہے جو ابن سعد اور طبری وغیرہ نے اس موقع پر بیان کی ہے اور گو اس روایت کی ایسی تشریح کی جاسکتی ہے جو چنداں قابل اعتراض نہیں رہتی مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ قصہ از سرتا پا محض غلط اور جھوٹ ہے اور روایت و درایت ہر دو طرح سے اسکا جھوٹا ہونا ظاہر ہے۔ روایتاً تو اس قدر جاننا کافی ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں زیادہ تر واقدی اور عبداللہ بن عامر اسلمی کا واسطہ آتا ہے اور یہ دونوں شخص محققین کے نزدیک بالکل ضعیف اور ناقابل اعتماد ہیں۔ حتّٰی کہ واقدی تو اپنی کذب بیانی اور دروغ بافی میں ایسی شہرت رکھتا ہے کہ غالباً مسلمان کہلانے والے راویوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی اور اسکے مقابلہ میں وہ روایت جو ہم نے اختیار کی ہے جس میں زید کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب کی بدسلوکی کی شکایت کرنا بیان کیا گیا ہے اور اسکے مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا گیا ہے کہ ”تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور طلاق نہ دو۔“ وہ بخاری کی روایت ہے جو دوست اور دشمن کے نزدیک قرآن شریف کے بعد اسلامی تاریخ کا صحیح ترین ریکارڈ سمجھی گئی ہے اور جس کے خلاف کبھی کسی حرف گیر کو انگشت نمائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ پس اصول روایت کی رو سے دونوں روایتوں کی قدروقیمت ظاہر ہے۔ اسی طرح عقلاً بھی غور کیا جاوے تو ابن سعد وغیرہ کی روایت کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا کیونکہ جب یہ بات مسلّم ہے کہ زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں حتّٰی کہ آپ ہی نے ان کے ولی بن کر زید بن حارثہ سے ان کی شادی کی تھی اور دوسری طرف اس بات سے بھی کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اب تک مسلمان عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں بلکہ پردہ کے متعلق ابتدائی احکام حضرت زینب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے بعد نازل ہوئے تھے تو اس صورت میں یہ خیال کرنا کہ زینب کو آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا صرف اس وقت اتفاقی نظر پڑ گئی اور آپ ان پر فریفتہ ہوگئے ایک صریح اور بدیہی البطلان جھوٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ یقیناً اس سے پہلے آپ نے ہزاروں دفعہ زینب کو دیکھا ہوگا اور ان کے جسم کا حسن و قبح جو کچھ بھی تھا آپ پر عیاں تھا اور گو اوڑھنی کے ساتھ دیکھنا اور اوڑھنی کے بغیر دیکھنا کوئی فرق نہیں رکھتا، لیکن جب رشتہ اس قدر قریب تھا اور پردہ کی رسم بھی نہیں تھی اور ہر وقت کی میل ملاقات تھی تو اغلب یہ ہے کہ آپ کو کئی دفعہ انہیں بغیر اوڑھنی کے دیکھنے کا اتفاق بھی ہوا ہوگا۔ اور زینب کا آپ کو اندر تشریف لانے کیلئے عرض کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت ان کے بدن پر اتنے کپڑے ضرور تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونے کیلئے تیار تھیں۔ پس جس جہت سے بھی دیکھا جاوے یہ قصہ ایک محض جھوٹا اور بناوٹی قصہ قرار پاتا ہے جس کے اندر کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اور اگر ان دلائل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامل درجہ مقدس اور زاہدانہ زندگی کو بھی مدنظر رکھا جاوے جو آپؐ کی ہر حرکت و سکون سے عیاں تھی تو پھر تو اس واہیات اور فضول روایت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ محققین نے اس قصہ کو قطعی طور پر جھوٹا اور بناوٹی قرار دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں، علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں، علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں وضاحت کے ساتھ اس روایت کو سراسر جھوٹا قرار دے کر اسکے ذکر تک کو صداقت کی ہتک سمجھا ہے اور یہی حال دوسرے محققین کا ہے اور محققین پر ہی بس نہیں بلکہ ہر شخص جسے تعصب نے اندھا نہیں کر رکھا ہمارے اس بیان کو جو ہم نے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی بناء پر مرتب کر کے ہدیۂ ناظرین کیا ہے اس لچر اور ناقابل التفات قصہ پر ترجیح دے گا جسے بعض منافقین نے اپنے پاس سے گھڑ کر روایت کیا۔ اور مسلمان مؤرخین نے جن کا کام صرف ہر قسم کی روایات کو جمع کرنا تھا اسے بغیر کسی تحقیق کے اپنی تاریخ میں جگہ دے دی اور پھر بعض غیر مسلم مؤرخین نے مذہبی تعصب سے اندھا ہو کر اسے اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔

اس بناوٹی قصہ کے ضمن میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہئے کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا وہ زمانہ تھا جبکہ منافقین مدینہ اپنے پورے زور میں تھے اور عبداللہ بن اُبیّ بن سلول کی سرکردگی میں ان کی طرف سے ایک باقاعدہ سازش اسلام اور بانیٔ اسلام کو بدنام کرنے کی جاری تھی۔ اور ان کا یہ طریق تھا کہ جھوٹے اور بناوٹی قصے گھڑ گھڑ کر خفیہ خفیہ پھیلاتے رہتے تھے۔ یا اصل بات تو کچھ ہوتی تھی اور وہ اسے کچھ کا کچھ رنگ دے کر اور اس کے ساتھ سو قسم کے جھوٹ شامل کر کے اس کی درپردہ اشاعت شروع کردیتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی سورۃ احزاب میں جس جگہ حضرت زینب کی شادی کا ذکر ہے اس کے ساتھ ساتھ منافقین مدینہ کا بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اور ان کی شرارتوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی ”اگر منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، اور مدینہ میں جھوٹی اور فتنہ انگیز خبروں کی اشاعت کرنے والے لوگ اپنی کارروائیوں سے باز نہ آئے تو پھر اے نبی! ہم تمہیں ان کے خلاف ہاتھ اٹھانے کی اجازت دیں گے اور پھر یہ لوگ مدینہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑا۔“ اس آیت میں صریح طور پر اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی طرف اصولی اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر جیسا کہ آگے چل کر ذکر آتا ہے اسی زمانہ کے قریب قریب حضرت عائشہ کے خلاف ـــــ بہتان لگائے جانے کا خطرناک واقعہ بھی پیش آیا اور عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے بدباطن ساتھیوں نے اس افتراء کا اس قدر چرچا کیا اور ایسے ایسے رنگ دے کر اسکی اشاعت کی کہ مسلمانوں پر ان کا عرصہ عافیت تنگ ہوگیا اور بعض کمزور طبیعت اور ناواقف مسلمان بھی ان کے اس گندے پروپیگنڈا کا شکار ہوگئے۔ الغرض یہ زمانہ منافقوں کے خاص زور کا زمانہ تھا اور ان کا سب سے زیادہ دل پسند حربہ یہ تھا کہ جھوٹی اور گندی خبریں اڑا اڑا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقین کو بدنام کریں۔ یہ خبریں ایسی ہوشیاری کے ساتھ پھیلائی جاتی تھیں کہ بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اکابر صحابہ کو تفصیلی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تردید کا موقع بھی نہیں ملتا تھا اور اندر ہی اندر ان کا زہر پھیلتا جاتا تھا۔ ایسی صورتوں میں بعض بعد میں آنے والے مسلمان جو زیادہ تحقیق و تدقیق کے عادی نہیں تھے انہیں سچا سمجھ کر ان کی روایت شروع کردیتے تھے اور اس طرح یہ روایتیں واقدی وغیرہ کے ٹائپ کے مسلمانوں کے مجموعہ میں راہ پاگئیں مگر جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے صحیح احادیث میں ان کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا اور نہ محققین نے انہیں قبول کیا ہے۔

حضرت زینب بنت جحش کے قصہ میں سرولیم میور صاحب نے جن سے یقیناً ایک بہتر ذہنیت کی امید کی جاتی تھی واقدی کی غلط اور بناوٹی روایت کو قبول کرنے کے علاوہ اس موقع پر یہ دلآزار طعن بھی کیا ہے کہ گویا بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفسانی خواہشات بھی ترقی کرتی جاتی تھیں اور آپ کے حرم کی توسیع کو میور صاحب اسی جذبہ پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ میں بہ حیثیت ایک مؤرخ کے کسی مذہبی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا مگر تاریخی واقعات کو ایک غلط راستے پر ڈالا جاتا دیکھ کر اس ناگوار اور غیر منصفانہ طریق کے خلاف آواز بلند کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتا۔ بے شک یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور یہ بات بھی مسلمہ تاریخ کا حصہ ہے کہ علاوہ حضرت خدیجہ کے آپؐ کی ساری شادیاں اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں جسے بڑھاپے کا زمانہ کہا جاسکتا ہے مگر بغیر کسی تاریخی شہادت کے بلکہ صریح تاریخی شہادت کے خلاف یہ خیال کرنا کہ آپ کی یہ شادیاں نعوذ باللہ جسمانی خواہشات کے جذبہ کے ماتحت تھیں ایک مؤرخ کی شان سے بہت بعید ہے اور ایک شریف انسان کی شان سے بعید تر۔ میور صاحب اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں ایک چالیس سالہ ادھیڑ عمر کی بیوہ عورت (حضرت خدیجہؓ) سے شادی کی اور پھر پچاس سال کی عمر تک اس رشتہ کو اس خوبی اور وفاداری کے ساتھ نباہا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور اسکے بعد بھی آپ نے پچپن سال کی عمر تک عملاً صرف ایک بیوی رکھی اور یہ بیوی (حضرت سودہؓ) بھی حسن اتفاق سے ایک بیوہ اور ادھیڑ عمر کی خاتون تھیں اور اس تمام عرصہ میں جو جذبات نفسانی کے ہیجان کا مخصوص زمانہ ہے آپ کو کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں آیا۔ میور صاحب اس تاریخی واقعہ سے بھی ہرگز ناواقف نہیں تھے کہ جب مکہ والوں نے آپؐ کی تبلیغی مساعی سے تنگ آکر اور ان کو اپنے قومی دین کا مخرب خیال کر کے آپ کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو بطور ایک وفد کے بھیجا اور آپ سے پرزور استدعا کی کہ آپؐ اپنی ان کوششوں سے رک جائیں اور دولت اور ریاست کی طمع دینے کے علاوہ ایک یہ درخواست بھی پیش کی کہ اگر آپؐ کسی اچھی لڑکی کے ساتھ شادی کر کے ہم سے خوش ہوسکتے ہیں اور ہمارے دین کو برا بھلا کہنے اور اس نئے دین کی تبلیغ سے باز رہ سکتے ہیں تو آپ جس لڑکی کو پسند کریں ہم آپ کے ساتھ اسکی شادی کئے دیتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر بھی کوئی ایسی زیادہ نہیں تھی۔ پھر جسمانی طاقت بھی بعد کے زمانہ کی نسبت یقیناً بہتر حالت میں تھی۔ مگر جو جواب آپ نے رؤساء مکہ کے نمائندہ کو دیا وہ تاریخ کا ایک کھلا ہوا ورق ہے جس کے دوہرانے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ یہ تاریخی واقعہ بھی میور صاحب کی نظر سے اوجھل نہیں تھا کہ مکہ کے لوگ آپ کو آپ کی بعثت سے قبل یعنی چالیس سال کی عمر تک ایک بہترین اخلاق والا انسان سمجھتے تھے۔ مگر باوجود ان سب شہادات کے میور صاحب کا یہ لکھنا کہ پچپن سال کی عمر کے بعد جب ایک طرف آپ کی جسمانی طاقتوں میں طبعاً انحطاط رونما ہونے لگا اور دوسری طرف آپ کے مشاغل اور ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئیں جو ایک مصروف سے مصروف انسان کے مشاغل کو شرماتی ہیں تو آپ عیش و عشرت میں مبتلا ہوگئے ہرگز کوئی غیر متعصّبانہ ریمارک نہیں سمجھا جاسکتا! کہنے کو تو کوئی شخص جو کچھ بھی کہنا چاہے کہہ سکتا ہے اور اسکی زبان اور قلم کو روکنے کی دوسروں میں طاقت نہیں ہوتی۔ مگر عقل مند آدمی کو چاہئے کہ کم از کم ایسی بات نہ کہے جسے دوسروں کی عقل سلیم تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ ہو۔ میور صاحب اور ان کے ہم خیال لوگ اگر اپنی آنکھوں سے تعصّب کی پٹی اتار کر دیکھتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ محض یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شادیاں آپ کے بڑھاپے کی عمر کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جسمانی اغراض کے ماتحت نہ تھیں بلکہ ان کی تہ میں کوئی دوسری اغراض مخفی تھیں۔ خصوصاً جبکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ نے اپنی جوانی کے ایام ایک ایسی حالت میں گزارے جسکی وجہ سے آپ نے اپنوں اور بیگانوں سے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1406) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’آپؑ کے کھانے کے وقت بہت سے لوگ تبرک کیلئے عرض کرتے تو آپؑ ان سب کو دے دیا کرتے تھے۔‘‘

(1407) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم و مغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’لوگ ماسٹر صاحب کو طنزاً کہا کرتے تھے کہ آپ کے مسیح کو تب جانیں گے جب آپ کے والد صاحب گالیاں دینے سے ہٹ جائیں گے۔ ماسٹر صاحب نے حضرت صاحب کو خط لکھا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور کا جواب آیا کہ ہم نے دعا کی ہے اب گالیاں نہ دیں گے۔ اس پر ماسٹر صاحب نے ان لوگوں سے کہا کہ حضرت صاحب کا خط آ گیا ہے۔ اب والد صاحب گالیاں نہیں نکالیں گے اور وہ خط بھی ان کو دکھایا۔ اس کے بعد پھر حضرت صاحب کی دعا سے انہوں نے کبھی گالیاں نہیں دیں۔

(1408) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم و مغفور نے تحریراً بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب لدھیانہ تشریف رکھتے تھے تو ماسٹر صاحب نے گھر میں مولوی عبداللہ صاحب سنوری سے کہا کہ وہ حضرت صاحب سے درخواست کریں کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حضور تشریف لے آئے تو آپ مجھے کیا دیں گے۔ ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ مٹھائی کھلاؤں گا۔ اس پر مولوی عبداللہ صاحب سنوری نے کہا کہ وہ مٹھائی بھی آپ حضور کی خدمتِ اقدس میں ہی پیش کر دیں۔ چنانچہ وہ گئے اور حضرت صاحب سے عرض کی۔ جس پر حضور ہمارے گھر تشریف لے آئے ماسٹر صاحب کے والد چونکہ احمدی نہ تھے اور کسی زمانہ میں شدید مخالفت بھی کرتے رہے تھے۔ اس ڈر سے گھر میں ان کو کسی نے اطلاع نہ دی کہ حضور تشریف لائے ہیں۔ جس وقت حضور واپس جا رہے تھے تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیچھے سے دیکھ لیا مگر جب بعد میں ان کو پتہ چلا تو انہوں نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا مجھے کیوں نہ اطلاع دی، میں نے تو حضور کو پیچھے سے ہی دیکھا ہے۔ وہ تو واقعی شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے میری بچی صغریٰ گود میں پیش کی گئی جو اس زمانہ میں حضور کی دعا سے پیدا ہوئی تھی۔ حضور نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اسکے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ تین بچے پیدا ہونے کے بعد میں بیمار ہوگئی تھی جس سے بہت سے بچے ضائع ہو گئے۔ میرا خیال تھا کہ مجھے آتشک ہوگئی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کی اور حضور اقدس نے دعا فرمائی چنانچہ حضور کی دعا سے میری وہ بیماری دور ہوگئی اور پھر خدا تعالیٰ نے مجھے چار بچے دیئے۔ صغریٰ۔ برکت اللہ۔ مصلح الدین اور کلثوم اور وہ چاروں خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ سلامت ہیں اور خود بھی بچوں والے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

(1409) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں آگرہ سے آئی تھی۔ میرے ساتھ ایک ملازمہ تھی۔ میری لڑکی عزیزہ رضیہ بیگم جو کہ ابھی چار سال کی تھی وہ اس کی کھلاوی تھی۔ کچھ باتیں مزاح کی بھی اس کو سکھایا کرتی تھی۔ ایک دن حضور علیہ السلام آنگن میں ٹہل رہے تھے۔ عزیزہ سلمہا نے چھوٹا سا برقعہ پہنا ہوا تھا۔ وہ حضورؑ کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ حضورؑ ٹھہر گئے۔ عزیزہ نے رونی صورت بنا کر کہا اُوں اُوں مجھے جلدی بلا لینا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’تم کہاں چلی ہو؟‘‘ وہ نوکر کی سکھائی ہوئی کہنے لگی کہ میں سسرال چلی ہوں۔ اس پر حضور خوب ہنسے۔ فرمایا ’’سسرال جا کر کیا کرو گی؟‘‘ کہنے لگی۔ ’’حلوہ پوری کھاؤں گی۔‘‘ پھر آنگن میں ایک چکر لگایا پھر آ کر حضورؑ کے قدموں سے چمٹ گئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’سسرال سے آ گئی ہو؟‘‘ ’’تمہاری ساس کیا کرتی تھیں؟‘‘ عزیزہ سلمہا نے کہا کہ روٹی پکاتی تھی۔ تمہارے میاں کیا کرتے تھے؟ کہا کہ روٹی کھاتے تھے۔ پھر پوچھا ’’تم کیا کھا کر آئی ہو؟‘‘ کہنے لگی حلوہ پوری۔ حضورؑ نے فرمایا ’’اس کی ساس اچھی ہے۔ بیٹے کو تو روٹی دیتی ہے مگر بہو کو حلوہ پوری‘‘۔

(1410) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’جب حضرت خلیفہ ثانی میاں محمود کی شادی ہوئی تو تائی صاحبہ یعنی حضرت اقدسؑ کی بھاوجہ صاحبہ نے مراثن کو کہا کہ ’’دہلی والی یعنی حضرت اُمّ المومنین اپنے بیٹے کا بیاہ کرنے لگی ہے۔ مریدوں کی بیٹیاں لے لے کر۔ اپنے خاندان کی لڑکیاں تو وہ لیں گے نہیں۔ تو پرانی خاندانی حقدار مراثن ہے تو بھی ڈھولکی لے کر جا۔‘‘ جب وہ آئی اور ڈھول بجانا شروع کیا تو حضورؑ اندر کمرے میں تھے۔ ڈھول کی آواز سن کر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا ’’اس کو کہدو کہ یہ نہ بجائے۔‘‘ اس طرح چند مرتبہ کہا تھا کہ ’’اس کو کہدو یہ نہ بجائے اور اس کو کچھ دے دو۔‘‘ چنانچہ اس کو پانچ روپے دئے تھے۔ مگر اس نے کہا کہ حضورؑ میں یہ نہیں لیتی۔ مجھے سردی لگتی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا اس کو ایک لحاف بھی دے دو۔ وہ اس وقت پانچ روپے اور لحاف لے گئی تھی۔‘‘

(1411) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ قبل از دعویٰ کا واقعہ ہے کہ حضورؑ مسجد مبارک کے شاہ نشین پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی قریب ہی بیٹھا ہوا تھا کہ نماز شام کے بعد میر عباس علی لدھیانوی آ گئے۔ حضرت صاحب اٹھ کر ان کو ملے۔ وہ بھی شاہ نشین پر بیٹھ گئے اور بہت خوش خوش باتیں ہوتی رہیں اور وہاں ہی کھانا آ گیا جو روٹی اور سبزی کریلے تھے جو گھی میں ہار بنا کر تلے ہوئے تھے۔ میں نے بھی کھائے اس وقت حضرت صاحبؑ، میں اور میر عباس علی ہی تھے۔ میر عباس علی بڑا ہی مؤدب تھا۔ افسوس! کہ بعد میں حالت بدل گئی۔

(1412) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم و مغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح ہوا تھا اسی دن صلاح الدین کو سردی لگ جانے سے سخت بخار اور نمونیا ہوگیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب فرخ آباد ملازمت پر تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح اولؓ کو علاج کے واسطے مقرر کر دیا تھا۔ مولوی صاحبؓ دونوں وقت تشریف لا کر مریض کو دیکھتے اور علاج تجویز فرماتے تھے۔ جب آتے تھے تو باہر سے گول کمرہ کے دروازہ کا جو مسجد کے زینہ میں تھا کنڈا کھٹکھٹاتے۔ میں کہتی ’’کون ہیں‘‘ تو فرماتے کہ ’’نورالدین‘‘ حضرت اقدسؑ خود بھی آتے جاتے کمال مہربانی اور شفقت سے بیمار بچہ کا حال پوچھتے تھے اور اس کو پیار کرتے تھے۔‘‘

(1413) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ان دنوں میں جب کہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے واسطے کچھ کپڑے سیے جاتے تھے تو میں بھی روزانہ سینے کو چلی آتی تھی۔ اس وقت سعیدہ رشیدہ بیگم مرحومہ میری چھوٹی لڑکی کوئی سال سوا سال کی تھی اور اسکی کھلادی اس کو اٹھائے ہوئے میرے ساتھ ہوتی تھی۔ حضرت اقدسؑ اس کو روز بلایا کرتے تھے اور پیار سے لکڑی کے ساتھ چھیڑا بھی کرتے تھے۔ چونکہ موسم تبدیل ہوگیا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو سفید کپڑے پہنا دئے۔ حضورؑ نے دریافت کیا کہ ’’اس کا زیور کیوں اتار دیا ہے۔‘‘ میں نے عرض کیا کہ زیور اس کو کبھی نہیں پہنایا گیا۔ اصل بات یہ تھی کہ پہلے اس لڑکی کے عموماً ریشمی رنگین اور گوٹے والے کپڑے ہوتے تھے۔ حضور علیہ السلام ان کو زیور خیال فرماتے رہے۔ اس لئے آج سادہ لباس میں دیکھ کر تعجب فرمایا تھا۔

(1415) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی عبداللہ صاحب سنوری نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں قادیان میں آئی ہوئی تھی اور میرا بچہ عبدالقدیر جس کی عمر آٹھ سال کی تھی میرے ساتھ تھا اور اس چھت کے نیچے ہم رہے جس کے اوپر حضرت صاحب رہا کرتے تھے۔ ایک دن عبدالقدیر بہت رویا۔ وہ ضد کر رہا تھا کہ میں نے حضرت صاحب ابھی دیکھنے ہیں۔ حضرت صاحب نے آواز سن کر صفیہ کی اماں کو بھیجا کہ ’’دیکھو کس کا بچہ روتا ہے؟‘‘ مگر صفیہ کی اماں نے رونے کی آواز ہی نہ سنی کیونکہ مولوی صاحب عبدالقدیر کو چپ کرا چکے تھے۔

رات بھر عبدالقدیر کو بخار رہا۔ ہمیں ڈر تھا کہ اسے طاعون نہ ہوجائے کیونکہ قادیان میں طاعون کی وبا ہو رہی تھی۔ خیر ہم نے رقعہ لکھ کر حضرت صاحب کو دیا۔ آپ نے مولوی صاحب کو اندر بلایا اور فرمایا کہ ’’کیا آپ کو ڈر ہے کہ طاعون ہو جائے گی۔ آپ خیال نہ کریں۔ عبدالقدیر کو قبض کا بخار ہے۔‘‘ پھر حضورؑ نے تین پڑیاں دیں اور کہا ’’جاؤ ایک پڑیا پانی سے کھلا دیں۔‘‘ جب ایک پڑیا کھلائی تو وہ قے ہو کر نکل گئی۔ حضور علیہ السلام کو بتایا تو فرمایا کہ ’’اور دے دو۔‘‘ دوسری اور تیسری بھی الٹی ہو کر نکل گئی۔ پھر حضورؑ نے دادی یعنی والدہ حضرت شادی خان صاحب جو صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم کو رکھا کرتی تھیں کو بھیج کر مجھ کو بلایا اور پوچھا کہ ’’عبدالقدیر کی عمر کتنی ہے؟‘‘ میں نے بتلایا کہ آٹھ سال۔ فرمانے لگے۔ ’’مبارک احمد کی عمر ہے۔‘‘ اسکے بعد کسٹر آئیل دیا جس سے آٹھ گھنٹہ بعد ایک قے آئی، دست آیا اور بخار ہلکا ہوگیا۔ پھر چار بجے عبدالقدیر نے کہا کہ میں نے حضرت صاحب دیکھنے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ بغیر اجازت نہیں لے جانا۔ اجازت لے لیں پھر دیکھ لینا۔ میں نے جا کر اصغری کی ماں سے کہا کہ حضرت صاحب سے کہو عبدالقدیر روتا ہے۔ اگر حضورؑ اجازت دیں تو میں لے آؤں۔ آپ نے فرمایا ’’جلدی لے آؤ‘‘ حضور علیہ السلام پگڑی سنبھالتے ہوئے اُٹھے اور مجھے فرمانے لگے ’’یہیں ٹھہر جاؤ‘‘ پھر حضورؑ نے عبدالقدیر کی نبض دیکھی اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ ’’صحت ہو اور عمر دراز ہو۔‘‘ بس اسی وقت بخار کافور ہوگیا۔

(1416) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم و مغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے پاس میری بھابی اور بھتیجا درد صاحب رہتے تھے ان کو طاعون کی وجہ سے مولوی صاحب ان کے والد صاحب کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ میں پریشان تھی، میری پریشانی کا ذکر اصغری کی اماں نے جا کر حضور علیہ السلام سے کیا۔ حضور علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ ’’تم پریشان ہو۔ اچھا ہوا کہ مولوی صاحب چھوڑنے چلے گئے کیونکہ بچے اپنے باپ کے پاس اچھے ہوتے ہیں۔ یہاں بیماری ہے اس لئے اچھا ہوا۔

(1417) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ احمد نور کی بیوی کو غشی آ گئی۔ حضور علیہ السلام نے خود آ کر دیکھا۔ دوائی دی۔ فرمایا ’’ایک وقت گوشت اور چاول بھی دئے جائیں۔ ٹھنڈے ملک کے ہیں مرچ نہیں کھا سکتے۔‘‘

(1418) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب لیکھرام آریہ حسب پیشگوئی سیدنا مسیح موعود علیہ السلام ہلاک ہوا تو وہ دن عید الفطر کے بعد کا دن تھا۔ اس سے قریباً چار پانچ روز قبل 26 اور 27 رمضان کی درمیانی رات جو ستائیسویں ماہ رمضان کی عموماً مسلمانوں میں مشہور رات ہے۔ ہم سب بھائی اور منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری اس رات مسجد مبارک میں ہی سوئے تھے۔ صبح کی نماز کے وقت حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات گھر میں دردزہ کی وجہ سے تکلیف تھی اور میں دعا کر رہا تھا کہ یکایک دعا کرتے کرتے لیکھرام کی شکل سامنے آ گئی۔ اسکے متعلق بھی دعا کر دی گئی اور فرمایا کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو دعا کرتے کرتے وہ معاملہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے ایسا ہی آج ہوا ہے کہ لیکھرام سامنے آ گیا۔ پس چار پانچ روز بعد لیکھرام کی ہلاکت کی خبر آ گئی اور اسی ستائیسویں رات میں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ’’مبارکہ‘‘ رکھا گیا۔ یہ وہی بابرکت و مبارک دختر ہے جن کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ سے ہوا۔ حضور علیہ السلام کو مدت پہلے الہام میں خبر دی گئی تھی کہ ’’نواب مبارکہ بیگم‘‘

(1419) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت ام ناصر صاحبہ حرم اول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و بنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ میں اور سرور سلطان بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا بشیر احمد صاحب و اہلیہ مولوی محمد علی صاحب اور اہلیہ پیر منظور محمد صاحب، حضرت مولوی صاحب خلیفہ اولؓ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے جایا کرتی تھیں اس وقت مولوی صاحب اس مکان میں رہتے تھے جہاں اب اُمّ وسیم سلمہا اللہ رہتی ہیں۔ پیر جی کی اہلیہ صاحبہ کو ماہواری تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ اور اماں جان کے سامنے سے جب ہم قرآن مجید لے کر گزریں تو حضرت اماں جان نے دریافت کیا کہ ’’اس حالت میں قرآن مجید کو ہاتھ لگانا جائز ہے‘‘ آپ نے فرمایا کہ ’’جب خدا تعالیٰ نے ان دنوں میں چھٹی دے دی تو ہم کیوں نہ دیں۔ ان سے کہدو کہ ان دنوں میں قرآن مجید نہ پڑھیں۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ از صفحہ 2

کی پناہ میں نہ آؤ بلکہ دوسروں کو بھی خدا تعالیٰ کی پناہ میں لانے کی کوشش کر کے بچاؤ۔ پس حقیقی متقی محسن ہونے کی وجہ سے حقوق العباد کی فکر بھی کرتا ہے۔

پس یہ وہ خوبصورت مقام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دلوانا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’متقی کے معنی ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترکِ شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر۔ متقی ترکِ شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے...... متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے؟‘‘ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 179، ایڈیشن 1984ء)

پس اس سے مزید وضاحت ہوگئی کہ اپنی اصلاح کے بعد، اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے بعد اس پر بیٹھ نہیں جانا بلکہ اس فکر میں رہنا ہے کہ میں محسنون میں کیسے شامل ہوں اور اس کیلئے حقوق العباد کی فکر کرنا ضروری ہے۔ پھر آپؑ نے ایک جگہ اس بارے میں مزید فرمایا کہ ’’بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو تقویٰ سے بھی بڑھ کر کام کرتے ہیں یعنی محسنین ہوتے ہیں۔‘‘ یہی حقیقی نیکی کی علامت ہے اور یہی کامل ایمان کی علامت ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’تقویٰ کے معنی ہیں کہ بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لیے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابلِ قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔

اسی لیے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل: 129) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ زا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوعِ انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا‘‘ انسان۔ ’’بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کیلئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔ تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تاکہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح پر تقویٰ کو سمجھو۔

تقویٰ کیا ہے؟ نفسِ امارہ کے برتن کو صاف کرنا‘‘ ہے۔ اب خالی برتن کو صاف کرنے سے تو پیٹ بھرنے کے سامان نہیں ہو جائیں گے۔ اس کیلئے کھانے کا انتظام کرنا ہوگا، روحانی مائدے کا انتظام کرنا ہوگا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’نفس کو تین قسم پر منقسم کیا ہے نفسِ امارہ۔‘‘ یعنی پہلے جب تم نے تقویٰ سے اپنی پلیٹ کو نفسِ امارہ سے صاف کیا۔ ’’نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ۔‘‘ پھر وضاحت فرماتے ہیں کہ نفسِ امارہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ’’...... نفسِ امارہ کی وہ حالت ہے جب انسان شیطان اور نفس کا بندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشوں کا غلام اور اسیر ہو جاتا ہے۔ جو حکم نفس کرتا ہے اس کی تعمیل کے واسطے اس طرح تیار ہو جاتا ہے جیسے ایک غلام دست بستہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کیلئے مستعد ہوتا ہے۔ اس وقت یہ نفس کا غلام ہو کر جو وہ کہے یہ کرتا ہے۔‘‘ کوئی برا کام کوئی بدی ہو جو نفس کہے یہ غلاموں کی طرح کر دیتا ہے۔ ’’...... یہ نفسِ امارہ کی حالت ہے۔‘‘ یہ انتہائی بری حالت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تقویٰ کی ابتدائی حالت یہ ہے کہ اس سے اپنے آپ کو مکمل پاک کرو۔ تقویٰ کی ابتدائی حالت یہ ہے کہ نفسِ امارہ سے اپنے آپ کو پاک کرو تم کھانا کھانے کیلئے بھی اپنے برتنوں کو صاف کر کے اس میں کھانا ڈالتے ہو۔ پس اپنے دل کے برتنوں کو بھی اپنے ایمان کی مضبوطی کیلئے صاف کرو۔ اگر صاف نہیں کرو گے تو جو کھانا بھی اس میں ڈالو گے وہ گندے برتن میں ڈالے ہوئے کھانے کی طرح گندا ہو جائے گا چاہے جیسا بھی عمدہ کھانا ڈالو۔ پس اس حالت پر ہر ایک کو غور کرنا چاہئے کہ کس حد تک ہم نے اس برتن کو صاف کیا ہے۔ جب صاف کر لیا تو دل سے اور نیک نیتی سے شیطان کے خلاف جہاد شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کیلئے بھرپور جدوجہد شروع کر دی تو پھر نفسِ لوامہ کی حالت شروع ہو جاتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ’’اس کے بعد نفسِ لوامہ ہے۔ یہ ایسی حالت ہے کہ گناہ تو اس سے بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر وہ نفس کو ملامت بھی کرتا رہتا ہے اور اس تدبیر اور کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے گناہ سے نجات مل جائے۔

جو لوگ نفسِ لوامہ کے ماتحت یا اس حالت میں ہوتے ہیں وہ ایک جنگ کی حالت میں ہوتے ہیں یعنی شیطان اور نفس سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس غالب آ کر لغزش ہو جاتی ہے اور کبھی خود نفس پر غالب آ جاتے اور اس کو دبا لیتے ہیں۔ یہ لوگ نفسِ امارہ والوں سے ترقی کر جاتے ہیں۔‘‘ فرمایا ایسے لوگ حالتِ جنگ میں ہیں جس میں کبھی نفس غالب اور کبھی وہ، ابھی کامل فتح نہیں ہوئی۔ پس فتح پانے کیلئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے، مسلسل استغفار کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد کی ضرورت ہے۔ ہر وقت اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کر کے محسنون کے گروہ میں شامل ہونا ہے۔

اور جب اس طرح اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے انسان مسلسل کوشش کرتا ہے تو پھر نفسِ مطمئنہ کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے داخل کر دیتا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’...... تیسری حالت جو نفسِ مطمئنہ کی حالت ہے یہ وہ حالت ہے جب ساری لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کامل فتح ہو جاتی ہے اسی لیے اس کا نام نفسِ مطمئنہ رکھا ہے یعنی اطمینان یافتہ۔‘‘ اس کی وضاحت اس طرح پھر فرمائی کہ ’’انسان کے ہر ایک قویٰ پر اس کا قابو ہو جاتا ہے اور طبعی طور پر اس سے نیکی کے کام سرزد ہوتے ہیں۔‘‘ فرمایا جب یہ حالت ہو ’’اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر سچا ایمان لاتا ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ واقعی خدا ہے۔ نفسِ مطمئنہ کی انتہائی حد خدا تعالیٰ پر ایمان ہوتا ہے کیونکہ کامل اطمینان اور تسلی اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہو۔‘‘ فرمایا ’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔

جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔‘‘ اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ گناہ کرے، نہ چھوٹا نہ بڑا۔ ’’کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضا کو کاٹ دیتا ہے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں ’’جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے یہی وہ مقام ہے۔‘‘ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے ’’جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے‘‘، جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔‘‘ پس غور کی بھی ضرورت ہے۔ فرمایا ’’ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔‘‘

(ملفوظات، جلد ششم، صفحہ 241 تا 245، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم سب کو اس پر بہت غور کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ مزید فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں اور پھر یہ بھی فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی (یونس: 27) یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’مجھے یہ وحی بار بار ہوئی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔‘‘

(ملفوظات، جلد ہشتم، صفحہ 371، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 137-138، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہمارے لیے بہت سوچنے اور فکر کا مقام ہے۔ ہمیں اپنی حالت کی طرف بہت زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہمیں تقویٰ اور نیکیوں میں بڑھنے کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جب یہ ہوگا تب ہی ہم حق بیعت ادا کرنے والے ہوں گے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے‘‘ معمولی جھگڑوں سے، رنجشوں سے ’’پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔ بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔ ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔‘‘ مثال دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ’’کہ

ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔'' کہانی ہے ایک۔''ایک ملّا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔'' کوئی مولوی اس کے پاس آیا اس نے کہا یہ آیت غلط لکھی ہے۔ اتنی جرأت تھی اس زمانے میں یا اس کہانی میں جرأت ظاہر کی گئی۔ ''بادشاہ نے اس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔'' یا اس قسم کا مولوی تھا جو زوردار ہوگا جس طرح آجکل کے پاکستان کے مولوی ہیں جو حکومت سے جو چاہتے ہیں کروا لیتے ہیں اور ان کی دلجوئی کرنے کیلئے ہماری حکومت حق کی تائید نہیں کرتی بلکہ بعض لوگ، ہمارے لیڈر ملاں کے خوف سے کر رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال بادشاہ نے اس دائرے کو کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے، اس کو کاٹ دیا۔ حقیقت میں مولوی غلط تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں ''یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیدیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جب کہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریاکاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟'' فرمایا ''سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔

نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربّانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔ پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔ اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔''

اگر کسی میں عیب لگا رہے ہو اس میں عیب نہیں ہے تو خود بھی اس عیب میں پڑ سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ پھر ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ خود بھی انسان ان میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچ مچ عیب اس میں ہے تو پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پہ چھوڑو۔ ''بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں۔ ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی، ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔''

(ملفوظات، جلد ششم، صفحہ 341 تا 344، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ سنہری اصول ہے جو بیعت کا حق ادا کرنے کے ساتھ معاشرے کے امن و سکون کی بھی ضمانت ہے اور انہی مقاصد کیلئے ہم آج یہاں جمع ہیں اور یہی وہ اصول ہے جن پر اگر ہم کاربند ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین سے خود ہی نپٹے گا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے اور شرک سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔ پس یہ انتہائی اہم نکتہ ہے کہ ہم نے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے تا کہ تقویٰ کی بنیاد ہمارے اندر پیدا ہو۔ اور کس طرح پتا چلے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو گیا ہے، اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔'' جو وہ کہہ رہا ہے اور جو وہ کر رہا ہے ان میں آپس میں مطابقت ہے؟ ''پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔'' استغفار کا مقام ہے۔ ''جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے'' فرمایا: ''میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لیے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھل دار درخت ہو جاوے پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔

اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔'' فرمایا کہ ''بدر کی فتح کی پیش گوئی ہو چکی تھی ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟'' ضرورت کیا ہے اتنا رونے کی گڑگڑانے کی۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔'' (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 11، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ اصول اور اسوہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو کوئی وجود اور ذات نہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہوں اور جن سے کیے گئے وعدوں کا اللہ تعالیٰ کو پاس ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا سب سے زیادہ علم تھا اور ادراک تھا اللہ تعالیٰ کے غنی ہونے کی صفت سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ تڑپ تڑپ کر اللہ تعالیٰ کے وعدے کے باوجود یہ دعا کرتے تھے کہ آج مسلمانوں کو بچا لے۔ پس ہماری کیا حیثیت ہے کہ ہم اس طرح گڑگڑائیں نہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو قائم کرنے کے آج بھی وعدے ہیں لیکن ہمارے قول و فعل اور ایمان کی حالت اس معیار پر ہوں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تبھی وعدے بھی پورے ہوں گے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بار بار یہ تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو جلد پورا ہوتا دیکھنے کیلئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنے قول و فعل کو ایک کرو۔

متقی کی علامات بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''پس ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اسکے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم و گمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اسکا کام ہی نہیں چل سکتا۔'' جھوٹ بولے بغیر اسکا کام نہیں چل سکتا'' اس لیے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کیلئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔

خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔''

پس بڑے خوف کا مقام ہے اور یہ نقطہ ہمیشہ ہر ایک کے سامنے ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چھوڑتا ہے شیطان ضرور اس پر قابو پا لیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق:4) لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہلِ دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کیلئے تھیں اور'' ان کے ''دنیوی امور حوالہ بخدا تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم جب دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہیں تو یہ سوچ بھی ساتھ رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ میری دنیاوی ضروریات پوری فرمائے گا اگر میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں۔ لیکن یہاں پھر وہی بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل ہو اور تقویٰ ہو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔'' خوف رہے تمہارے دل میں۔ ''کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 9، ایڈیشن 1984ء)

یعنی جلدی غصہ میں آنے والی طبیعت ہے تو پھر اپنا جائزہ لو کہ یہ گرم طبیعت تمہارے تکبر اور انا کی وجہ سے تو نہیں جو کچھ تمہارے سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ بات بات پر اَنا اور تکبر کی وجہ سے ہی انسان کو غصہ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں۔

پھر اس بات کی نصیحت فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے قویٰ اور طاقتوں کا جائز استعمال ہی متقی کی نشانی ہے اور ان کے جائز استعمال سے ہی مومن ان طاقتوں کی نشو و نما کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کیلئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشو و نما ہے۔ اسی لیے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کرایا جیسے فرمایا قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (المومنون:2) اور ایسے ہی

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ
آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے، اس نعمت کی قدر کریں
اور اس کی اطاعت کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سپین 2023ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

......متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ:6) یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں ایمان بالغیب لاتے ہیں، نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔'' نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ صدقات دینے والے ہیں۔'' باوجود خطرات نفس بلاسوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جارہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے۔'' وہ کون ہیں؟ وہی جو اللہ کے بھی حق ادا کر رہے ہیں اور بندوں کے بھی حق ادا کر رہے ہیں وہی منزل مقصود تک پہنچتے ہیں'' اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔'' سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا۔'' اس لیے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیے۔'' یہ بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ'' سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔''

پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر اہلِ تقویٰ کی ایک شرط آپؑ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ غربت اور مسکینی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور جماعت کے افراد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ آپؑ فرماتے ہیں:'' اہل تقویٰ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔'' غربت سے مراد مالی غربت نہیں ہے بلکہ عاجزی ہے اور اس دنیا کو سب کچھ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ اگلے جہان کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ غربت کی زندگی ہے اور عاجزی غربت کی زندگی ہے۔ نیک اعمال بجالانے والا غربت کی زندگی گزارتا ہے۔ مسکینی اختیار کرو۔ فرمایا وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔'' یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔'' غضب سے بچنا، غصہ سے بچنا بہت بڑی، کڑی چیز ہے۔ فرمایا کہ'' عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔'' غرور اور تکبر غصہ سے اور غضب سے پیدا ہوتا ہے'' اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اسکی ہلاکت کا باعث ہوجاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اسکی دلجوئی کرے۔ اسکی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو یہ فعل فساق وفجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:14)''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 35-36، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بنیادی نکتہ ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ کسی کا خاندان کسی کو بڑا کرسکتا ہے نہ کسی کی دولت کسی کو بڑا کرسکتی ہے نہ علم کسی کو بڑا کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جس میں تقویٰ ہے، جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے، جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے، جو جھوٹی اناؤں اور تکبر سے پاک ہے۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اگر تم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔

آپؑ فرماتے ہیں:'' جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔'' یعنی فوج متعین کرنا ضروری ہے۔'' اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو۔ اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔'' اللہ تعالیٰ کی پناہ میں خود آؤ۔ اس مضبوط قلعے کے اندر خود جاؤ جو اللہ تعالیٰ کی پناہ کا قلعہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی خدمت کا موقع دے گا۔ فرمایا'' تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہوگئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہوگئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔'' مسلمانوں کی حالت دیکھ کر جماعت کے افراد کو سبق لینا چاہئے۔'' تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہوجائیں۔'' گھوڑا خالی خود نہیں حفاظت کر رہا ہوتا گھوڑوں پر سوار فوج ہوتی ہے جو پرانے زمانے میں جس طرح فوج ہوتی تھی اس زمانے میں سرحدوں کی حفاظت کرنے کے یہ مختلف ذرائع ہیں۔ اسی طرح محافظ ہونا پڑے گا۔ فرمایا کہ'' اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شاملِ حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔'' ایسی حالتیں نہ بناؤ کہ اسلام کو داغ لگے۔'' بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلافِ شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا۔'' یہ جو حرکتیں ہوتی ہیں اس کی کہ دین سے ہٹے ہوئے ہیں اور دین کے خلاف کر رہے ہیں وہ اپنی ہنسی مذاق نہیں اڑوا رہے ہوتے، اپنی تضحیک نہیں کروا رہے ہوتے'' بلکہ در پردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔'' اسلام پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ'' مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔

دل بے قرار ہوجاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراطِ مستقیم رکھتے ہیں اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔''

فرمایا کہ''......میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں پس'' آپ نے جماعت کے افراد کو فرمایا'' اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنالو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 77-78، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے تو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہاں ان ملکوں میں جہاں آزادی کے نام پر مذہب سے استہزا کیا جاتا ہے، اخلاقی قدروں کی کوئی حقیقت نہیں۔ وہ اعلیٰ اخلاق جن کی خدا تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے ان کو پامال کیا جاتا ہے، ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ پس ایسے میں، ایسے حالات میں خطرہ ہے کہ معاشرے کی ان برائیوں کا اثر ہمارے لوگوں پر بھی نہ پڑ جائے، ہماری نسلوں پر نہ پڑ جائے بلکہ بعض دفعہ ایسے معاملات اٹھتے رہتے ہیں جن میں احمدیوں کے ملوث ہونے کی وجہ سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس بہت فکر کے ساتھ اس ماحول میں رہ کر ہمیں اپنے بچوں اور اپنے آپ اور اپنے معاشرے کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہاں آکر صرف نعرے لگانے سے ہم اپنا مقصد پورا نہیں کر سکتے بلکہ اپنی عملی حالتوں کو بدلنا ہوگا۔ پھر اس بات کو بڑے درد سے بیان فرماتے ہوئے کہ ہماری جماعت کے لوگ میرے مرید ہوکر مجھے بدنام نہ کریں۔

آپؑ فرماتے ہیں:'' جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔'' اور خاموش تبلیغ اسی طرح ہورہی ہے۔ اگر ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگئی ہے اور دوسرے اس کو دیکھ رہے ہیں۔'' اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں'' یعنی لوگ اعتراض کرتے ہیں، مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں'' کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے'' جماعت میں'' اور تہمت لگاتے ہیں کہ افترا، غیظ وغضب میں مبتلا ہیں'' یہ لوگ۔ جیسے ہم افترا کرتے ہیں لوگوں پر۔ غیظ وغضب ہے، غصہ آتا ہے حقوق ادا نہیں کر رہے ویسے ہی احمدی بھی کر رہے ہیں۔ کیا ترقی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ'' کیا یہ ان کیلئے باعثِ ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا۔ جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے۔'' جو احمدی غلط کام کرتے ہیں ان کو تلقین فرمارہے ہیں کہ'' جیسا ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین کہا ہے گویا کہ حضورؐ عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔'' جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیاتِ ظاہری کا باعث مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے اور اس مرکزِ اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ طوائف کے ہاں جاوے؟ اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے یا اَور ایسے افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔ میں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوسکتا جو اس فعل کو پسند کرے لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خلق بند نہیں ہوسکتی۔ لوگ اسکے باپ کی طرف نسبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ لگادے آگ میرے دل میں مِلّت کیلئے ۞ شعلے پہنچیں جس سے ہر دم آسماں تک بیشمار

اے خُدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا ۞ مجھ کو دِکھلادے بہارِ دیں کہ مَیں ہُوں اشکبار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یاربّ ہے تیرا احساں میں تیرے دَر پہ قرباں ۞ تُو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تُو ہے رحیم و رحماں ۞ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بد کام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کیلئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔‘‘

یعنی ایسے لوگوں کے عمل پھر تبلیغ کے راستے میں روک بن جاتے ہیں۔ کسی کو کس طرح ہدایت دینا ہو، لوگ کہیں گے ہمارے جیسا ہی ہے تو فائدہ کیا ہے۔ کیوں دنیا کی مخالفت بھی لی جائے اور کچھ حاصل بھی نہ ہو۔ کوئی تبدیلی بھی نہ ہو۔ ایسے لوگ جماعت کی مجموعی تبلیغی کام میں بھی روک پیدا کرنے والے ہوجاتے ہیں۔ پس فرمایا کہ ’’جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ صدق سے کی ہوئی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ ’’ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔‘‘ پس دعائیں کرو، دعائیں کرو اپنی اصلاح کیلئے، اپنے بچوں کی اصلاح کیلئے ہمیں بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں اور اس پر بہت زور دینا چاہئے۔ پھر آپؑ نے فرمایا ’’یہ ایک یقینی بات ہے اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس‘‘ یعنی دوسرے انسانوں ’’کیلئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔‘‘ پس یہ پکار پکار کر کہنا اور تبلیغ کرنا اس وقت فائدہ دیتا ہے جب ہمارے اپنے اندر بھی ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہو اور یہی ہمارا فرض ہے کہ اپنے عمل اور دعاؤں سے دوسروں کو صحیح راستے پر لانے کی بھرپور کوشش کریں۔

پھر ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے کیلئے آپؑ انتہائی درد کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’......میں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرے مناسب حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں میں ثواب کی نیت سے کہتا ہوں۔ نہیں! میں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں گو وہ وجوہ نامعلوم ہیں۔‘‘ مجھے پتہ نہیں کیوں جوش ہے میرے اندر لیکن جوش ہے ایک درد ہے ’’کہ کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں رک نہیں سکتا۔ اس لیے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھ کر کہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو ان پر ایسے کاربند ہوں کہ ایک نمونہ ہو اور ان آدمیوں کو جو ہم سے دور ہیں اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور عمل کی ضرورت نہیں ہے تو پھر مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔‘‘ اگر عمل ہی نہیں کرنا تو پھر آنے کی ضرورت کیا ہے۔ ’’میں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔‘‘ چھپی ہوئی تبدیلیاں مجھے نہیں چاہئیں۔ ’’نمایاں تبدیلی مطلوب ہے تا کہ مخالف شرمندہ ہوں اور لوگوں کے دلوں پر یک طرفہ روشنی پڑے اور وہ ناامید ہو جاویں کہ یہ مخالف ضلالت میں پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بڑے بڑے شریر آ کر تائب ہوئے وہ کیوں؟ اس عظیم الشان تبدیلی نے جو صحابہؓ میں ہوئی اور ان کے واجب التقلید نمونوں نے ان کو شرمندہ کیا۔‘‘ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 146 تا 148، ایڈیشن 1984ء)

صحابہؓ میں جو تبدیلیاں تھیں ان کی وجہ سے لوگ تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔

پس اگر ہم نے خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے اور لوگوں کو بھی ہدایت کے راستے کی طرف لانا ہے تو اس کیلئے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، اپنے اعمال کی اصلاح کرتے ہوئے اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے اس طرف توجہ کرنی ہوگی۔

اگر ہمارے عمل ہماری باتوں سے مطابقت نہیں رکھتے، وہ پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کرتے جو صحابہؓ نے کیں تو پھر ہم دنیا کی اصلاح کا کام بھی صحیح طرح انجام نہیں دے سکتے۔ تبلیغ کا کام ہم صحیح طرح نہیں کر سکتے۔

حقیقی احمدیوں سے خدا تعالیٰ کا کیا وعدہ ہے، اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (ال عمران: 56)‘‘ فرمایا ’’یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔‘‘ یعنی مجھے بھی یہی بشارت دی ہے کہ ’’اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو! میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواتھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔‘‘ جو باتیں میں کہتا ہوں اگر ان کو نہیں مان رہے اور تبدیلیاں پیدا نہیں کر رہے تو پھر صرف مجھے بدنام نہیں کر رہے بلکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدنام کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی حرف لا رہے ہو۔ فرمایا ’’پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اسکے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے)‘‘ جو آیت ہے اسکا یہی مطلب ہے کہ قیامت تک میرے ماننے والے دوسروں پر غالب رہیں گے۔ اس ’’کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اسکی باتوں کو دل کے کانوں سے‘‘ غور سے ’’سنو اور اس پر عمل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 103 تا 105، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں حقِّ بیعت ادا کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ اگر ہم اس حالت کو حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش نہیں کرتے تو پھر کیا فائدہ؟ لوگوں کی مخالفت بھی سہیڑیں اور خدا تعالیٰ کا حق بھی ادا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم تقویٰ سے بڑھتے ہوئے محسنین کے زمرے میں شمار ہونے والے بن جائیں۔ ہمارا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہو۔ حقوق العباد بھی ادا کرنے والے ہوں اور ایک درد کے ساتھ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہوئے محسنین کے گروہ میں ہم شامل ہوں۔

جلسہ کے ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور جلسے کا جو حقیقی مقصد ہے اسے حاصل کرنے والے ہم ہوں۔

ان دنوں میں درود بھی پڑھیں جیسا کہ میں نے خطبے میں بھی کہا، بہت درود پڑھنے کی ضرورت ہے ان دنوں میں استغفار بھی بہت کریں۔ نمازوں میں بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جلسے میں آنے کا مقصد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب فیض پانے والے ہوں اور یہ دن ذکر الٰہی میں گزارنے والے ہوں۔

اب ہم دعا کریں گے دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ساری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

☆☆دعا☆☆

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 17/فروری 2024ء)

اَے کاش! کہ کریں ہم، رمضان خود پر وارد
پھر غم نہ ہوگا ہم کو، رمضان جا رہا ہے

(محمد ابراہیم سرور، قادیان)

دل اشکبار ہے کہ رمضان جا رہا ہے
لایا جو ماہِ اکرم، فیضان جا رہا ہے

ہم سے ادا ہوا نہ، پھر حقِّ میزبانی
تاہم عطائیں دے کے، مہمان جا رہا ہے

کچھ ہم سمیٹ پائے، کچھ ہم سے رہ گیا ہے
افسوس! ہم سے ربّ کا احسان جا رہا ہے

برکات ساتھ لایا ہمراہ تھا وہ اپنے
پھر برکتیں عطا کر، ذی شان جا رہا ہے

فضلوں کو آسماں سے ہم نے اُترتے دیکھا
عشقِ خدا میں کر کے مستان، جا رہا ہے

قرب خدا کی راہیں، ہیں ہم نے اس میں پائیں
کر کے الٰہی راہیں آسان، جا رہا ہے

یا ربّ! قبول کر لے جو کچھ بھی ہے کمایا
اب بخش دے خدایا! غفران جا رہا ہے

تیرا نہ ہو کرم تو، اے میرے پیارے قادر!
گھاٹے میں تیرا انسان ہر آن جا رہا ہے

ہم تشنہ لب ہیں تیرے، تو رحمتِ مجسم
سیراب کر! کہ تیرا باران جا رہا ہے

اَے کاش! کہ کریں ہم، رمضان خود پر وارد
پھر غم نہ ہوگا ہم کو، رمضان جا رہا ہے

یا ربّ! تِری عطا پر، سرور کا ذرّہ ذرّہ
بے اختیار اب تو قربان جا رہا ہے

☆☆☆

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

اگر خدام کو نماز پڑھنے کی عادت ہو جائے تو پھر انشاء اللہ باقی چیزوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے

قرآن کریم پڑھنے کی طرف ان کی زیادہ توجہ ہونی چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی نہ کوئی حوالہ نکال کر یا کوئی حدیث نکال کے خدام کو دیا کریں تا کہ وہ اس کو پڑھیں اور اپنی اصلاح کریں اور تربیت کریں، پھر کوشش کریں کہ سارے خدام میرا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر جو آتا ہے اس کو ہر دفعہ ضرور سنا کریں

مختلف گروہوں کیلئے، مختلف مذاہب سے بیعت کرنے والوں کیلئے مختلف منصوبے ہونے چاہئیں

جو عیسائیت میں سے شامل ہوتے ہیں ان کیلئے مختلف تربیتی پروگرام ہونا چاہئے

چاہئے کہ وہ نماز کے الفاظ سیکھیں، سورت فاتحہ سیکھیں، ان کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتائیں اور نماز کا مطلب سکھائیں اور یہ کہ پنجوقتہ نماز کیوں ادا کرنی چاہئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/فروری 2022ء کو مجلس خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کی نیشنل مجلس عاملہ اور ریجنل قائدین سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 30 سے زائد ممبران مجلس عاملہ نے جامعۃ المبشرین واقع بستان مہدی، واگا ڈوگو برکینا فاسو سے آن لائن شرکت کی۔

65 منٹ پر مشتمل اس ملاقات میں جملہ حاضرین (ممبران مجلس عاملہ) کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے شعبہ جات کی رپورٹ پیش کرنے اور راہنمائی و ہدایات حاصل کرنے کا موقع ملا۔

مہتمم صاحب تربیت، مکرم حسن جنگانی صاحب مربی سلسلہ بوبو جلاسو، جنہوں نے جامعہ احمدیہ گھانا انٹرنیشنل سے شاہد پاس کیا ہوا ہے، نے اردو میں اپنا تعارف کروانا شروع کیا تو حضور انور نے فرمایا کہ اچھا آپ مجھے ٹائپ کر کے اردو میں خط لکھتے رہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی حضور۔

حضور انور نے مہتمم صاحب تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ تربیت کا پلان کیا ہے؟ کس طرح تربیت کریں گے؟ نمازوں کی طرف توجہ ہے؟ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ ہے؟ دینی علم سیکھنے کی طرف توجہ ہے؟ اخلاق کو بہتر کرنے کی طرف توجہ ہے؟ اور اگر ہے تو کس طرح ہے؟ نمازیں پڑھنے کے بارے میں کیا منصوبہ ہے؟ کتنے فیصد خدام باجماعت نماز پڑھتے ہیں؟ آپ کے ہاں تو restriction کوئی نہیں ہے وہاں نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔

انہوں نے بتایا کہ جی حضور ان سب امور کی انجام دہی کیلئے کوشش کر رہے ہیں کہ بہتر سے بہتر ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اصل چیز تو یہی ہے، نماز۔ نماز کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ اگر خدام کو نماز پڑھنے کی عادت ہو جائے تو پھر انشاء اللہ باقی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ تو (یوں) تربیت کریں۔ اور دوسرے قرآن کریم پڑھنے کی طرف ان کی زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ تربیت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک صفحے کا، آدھے صفحے کا کوئی نہ کوئی حوالہ نکال کر یا کوئی حدیث نکال کے خدام کو دیا کریں تا کہ وہ اس کو پڑھیں اور اپنی اصلاح کریں اور تربیت کریں، پھر کوشش کریں کہ سارے خدام میرا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر جو آتا ہے اس کو ہر دفعہ ضرور سنا کریں۔

حضور انور نے مہتمم صاحب تبلیغ کو تلقین فرمائی کہ وہ ممبران مجلس عاملہ جو نیشنل، ریجنل اور لوکل سطح پر خدمت بجا لا رہے ہیں وہ بھرپور انداز میں تبلیغ میں حصہ لیں اور ان کے معین ٹارگٹس ہونے چاہئیں تا کہ انہیں motivate کیا جاسکے۔

مہتمم صاحب اشاعت کو ہدایات سے نوازتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ انہیں خدام کو توجہ دلانی چاہئے کہ وہ اپنے میگزین کیلئے کچھ لکھا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پڑھے لکھے ہیں اور شہروں میں رہتے ہیں انہیں توجہ دلائیں کہ انہیں کچھ مضامین لکھنے چاہئیں۔ ان میں سے بعض کو لکھنا چاہئے کہ انہوں نے کس طرح احمدیت قبول کی، ان کے والدین نے کس طرح احمدیت قبول کی۔ احمدیت کیا ہے؟ ہمیں احمدیت کو کیوں قبول کرنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح موعود کے حوالہ سے کیا پیشگوئیاں ہیں۔ تو اس طرح یہ ان کے علم اور ایمان کو بڑھانے والی تحریریں ہوں گی۔ پھر آپ انہیں جماعت احمدیہ مسلمہ کیلئے مزید لکھنے کی توجہ دلا سکتے ہیں اور ان کے آرٹیکل دیکھ کر بعض دیگر خدام بھی مضامین لکھنے لگیں گے یا کم از کم وہ اپنے ایمان میں بڑھنے کی کوشش کریں گے۔

مہتمم تربیت نومبائعین مکرم باؤرو احمد رشید صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ پیدائشی احمدی ہیں یا آپ نے خود بیعت کی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں پیدائشی احمدی نہیں ہوں، میں نے خود بیعت کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مختلف گروہوں کیلئے، مختلف مذاہب سے بیعت کرنے والوں کیلئے مختلف منصوبے ہونے چاہئیں۔ یہ ممکن بات ہے کہ ایسے خدام جو مسلمان تھے ان میں سے ایک تعداد جو احمدیت میں شامل ہوتی ہے وہ نماز، سورت فاتحہ اور قرآن کریم پڑھنا جانتے ہوں۔ ان کو احمدیت کے بارے میں زیادہ بتانا چاہئے اور ان کا اسلامی علم بڑھانے کی کوشش کریں اور جو عیسائیت میں سے شامل ہوتے ہیں ان کیلئے مختلف تربیتی پروگرام ہونا چاہئے۔ ان کو چاہئے کہ وہ نماز کے الفاظ سیکھیں، سورت فاتحہ سیکھیں۔ ان کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتائیں اور نماز کا مطلب (ترجمہ) سکھائیں اور یہ کہ پنجوقتہ نماز کیوں ادا کرنی چاہئے۔ اسی طرح دوسرے گروپس ہیں۔ ہر گروپ کا مختلف پروگرام ہونا چاہئے نہ کہ سب کیلئے ایک ہی پروگرام۔

نیز فرمایا کہ جو سورت فاتحہ جانتے ہیں ان کو اس کا ترجمہ بھی سیکھنا چاہئے، یوں وہ مزید توجہ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ تو اس طرح ہر ایک لفظ جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کا مطلب آنا چاہئے۔ یہ ایمان کو بھی تقویت بخشے گا اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر بھی یقین عطا کرے گا۔

اس ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے جملہ اراکین مجلس عاملہ کو دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جماعت کیلئے محنت سے کام کرنے کی توفیق بخشے اور سارے ملک میں آپ کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/مارچ 2022ء)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی درجہ دوم

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 %45 فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے

جز اوّل☆ قرآن کریم ناظرہ مکمل، پہلا پارہ با ترجمہ☆ چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل با ترجمہ **(30 نمبرات) جز دوم**☆ کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ☆ نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات) جز سوم**☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات) جز چہارم**☆ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات) جز پنجم**☆ معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے

(نوٹ: تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان (پن کوڈ-143516)

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

مَیں آپ کو خلافت احمدیہ کے خدائی نظام کی اہمیت کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں، ہمیشہ خلیفۃ المسیح سے وفادار رہیں اور مضبوط تعلق بنا کر رکھیں

اپنے بچوں کو بھی خلافت کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت کی راہنمائی میں اور اس کے بابرکت سایہ وحفاظت میں رہیں

آپ لوگ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھا کریں اور اپنے اہل خانہ بالخصوص بچوں کو اس کی تلقین کیا کریں

میرے خطبات جمعہ کوشش کرکے براہ راست سنیں اور اسی طرح مختلف تقاریب اور پروگراموں میں میرے دیے گئے خطابات اور تقاریر خصوصیت کے ساتھ سنا کریں

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے 41ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ 15، 16 اور 17؍ستمبر 2023ء کو اپنا 41واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ کو نمایاں کامیابی سے ہمکنار کرے اور تمام شرکاء کو بے پناہ روحانی برکتیں حاصل ہوں اور آپ نیکی، طہارت اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں۔

یہ امر ذہن میں رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ہونے والے عظیم الشان افضال اور احسانات میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے جو کہ ایک منفرد اور روحانی اجتماع ہے جو ہمیں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں کو بہتر کرنے اور ہمارے مذہب اسلام اور قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کے بارہ میں ہمارا علم بڑھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کا ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اس لئے جلسہ میں شرکت کرنے والے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہیے کہ جلسہ ایک عام اجتماع نہیں ہے۔ نہ ہی میلہ ہے، بلکہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ نہیں تو جلسہ میں شامل ہونا بالکل بے فائدہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔‘‘

(اشتہار 27؍دسمبر 1892، مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 361، ایڈیشن 2019ء)

اس لیے جلسہ کو کارروائی کے دوران کثرت سے دعاؤں اور ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ یہ عہد کریں ’’اے اللہ! ہم اس جلسے موں نوک نوتو کے ساتھ شامل ہورہے ہوں جس کا آغاز محض تورے خداؤ ارادے وتاؤد سے ہوا تھا۔ ہم جلسہ موں محض تورو رضا حاصل کرنے کے لوے اور تورے ذکر موں بڑھنے کے لوے اور تورو محبت کے حصول کو خاطر شامل ہورہے ہوں۔ ہمیں وہ تمام برکات عطا فرما جنہیں تو نے اس جلسہ سے وابستہ کر رکھا ہے۔ اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کردے جس کا تو نے ارادہ کیا اور جس کے لیے تو نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم کو اس دنیا میں بھیجا تا کہ ہم حقیقی رنگ میں اس کی بیعت کرسکیں۔‘‘

میری آپ کو یہ نصیحت ہے کہ آپ اپنی روحانی حالتوں کو بہتر بنائیں اور اپنے روزمرہ کے معاملات اور رویوں میں آپ کے عمل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اپنی جماعت سے توقعات ہیں ان کے مطابق ہوں۔ آپ اس بات پر راضی ہوکر نہ بیٹھ جائیں کہ ہم نے بیعت کرلی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے بلکہ اپنی استعدادوں کے مطابق شرائط بیعت کو پورا کرنے کی پوری کوشش کریں اور اپنے اندر مسلسل تبدیلی پیدا کریں تا آپ پہلے سے بہتر پرہیزگار اور تقویٰ شعار احمدی مسلمان بن جائیں۔

پھر میں آپ کو خلافت احمدیہ کے خدائی نظام کی اہمیت کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں، ہمیشہ خلیفۃ المسیح سے وفادار رہیں اور مضبوط تعلق بنا کر رکھیں۔ اپنے بچوں کو بھی خلافت کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت کی راہنمائی میں اور اس کے بابرکت سایہ وحفاظت میں رہیں۔ آپ لوگ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھا کریں اور اپنے اہل خانہ بالخصوص بچوں کو اس کی تلقین کیا کریں۔ میرے خطبات جمعہ کوشش کرکے براہ راست سنیں اور اسی طرح مختلف تقاریب اور پروگراموں میں میرے دیے گئے خطابات اور تقاریر خصوصیت کے ساتھ سنا کریں۔ اس طرح آپ کا خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم رہے گا، ایمان مضبوط ہوگا۔

میں آپ کو یاددہانی کروانا چاہتا ہوں کہ تبلیغ ہر احمدی کا فرض ہے۔ آپ کو سوئٹزرلینڈ کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کیلئے دانشمندانہ منصوبہ بنانے اور نئے راستے تلاش کرتے رہنا چاہئے۔

آخر پر میری آپ کیلئے خاص طور پر یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور آپ کو ایمان وایقان میں ایک نئی تازگی پیدا کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی زندگیوں میں سچی تبدیلی کرکے، نیکی، اخلاقی درستگی، اعمال صالحہ اور اسلام اور انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ سب کے شامل حال ہو۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11؍نومبر 2023ء)

دارالصناعت قادیان
(Ahmadiyya Vocational Training Centre)
میں سال 2024-2025 کے لئے داخلہ شروع ہے

دارالصناعت قادیان کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری و خصوصی راہنمائی سے 2010ء میں ہوا۔ ادارہ کا خاص مقصد احمدی طلباء کو ہنرمند بنانا اور ٹیکنیکل کورس سکھا کر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ دارالصناعت قادیان سرکاری ادارہ NSIC دہلی اور ISO رجسٹرڈ ہے۔ جس میں ایک سال کے مندرجہ ذیل کورس کروائے جاتے ہیں

Motor Vehicle	Welding	Electrician	Plumbing
Computer Applications	Diesel Mechanic	AC & Refrigerator	

بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء کیلئے hostel اور mess کا انتظام موجود ہے۔ رہائش اور food کی کوئی فیس نہیں ہے۔ صرف کورس کی بورڈ فیس آسان اقساط میں لی جاتی ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو اپنے اسکول کی تعلیم مکمل نہیں کرسکے یا 8th اور 10th کے بعد ٹیکنیکل کورس کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ کیلئے جلد رابطہ کریں۔ احمدی بچوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ English Speaking اور Personality Development کی کلاس بھی لی جاتی ہے۔ نئے سیشن 2024-2025 کیلئے داخلہ شروع ہوگیا ہے۔ جس کی کلاسز 16؍جولائی سے شروع ہوں گی۔

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل نمبرز و Email Id پر رابطہ کرسکتے ہیں:

darulsanaat.qadian@gmail.com

8077546198 9872725895

(پرنسپل دارالصناعت قادیان)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17 جنوری 2024ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نمازِ جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆**مکرم مولانا نسیم احمد شمس صاحب (سابق مربی سلسلہ حال یوکے) ابن مکرم عبد العزیز صاحب مرحوم**

مورخہ 10 جنوری 2024ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1972ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ آپ بہت محنتی طالب علم تھے اور اپنے اساتذہ اور جامعہ کے طلبہ میں ہر دلعزیز تھے۔ فٹ بال اور کبڈی کے بہترین کھلاڑی تھے۔ پاکستان میں جن جماعتوں میں آپ کا تقرر رہا وہاں کے احباب سے اپنے تبادلہ کے بعد بھی اپنے تعلق کو قائم رکھا۔ آپ کو پاکستان کے مختلف شہروں میں بطور لوکل مربی کے علاوہ سکھر میں بطور مربی ضلع اور امیر ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ 1985ء میں آپ کا تقرر سیرالیون میں ہوا جہاں تین سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی ہمدرد، خوش اخلاق اور باوفا انسان تھے۔ اگر کوئی ضرورت مند ان سے کسی قسم کی بھی مدد کی درخواست کرتا تو فوراً اُسکی مدد کیلئے جماعتی اور سرکاری دفاتر میں اسکے ساتھ چلے جاتے۔ جب سے یوکے آئے خود کو جماعت کی خدمت کیلئے پیش کر دیا اور تادم آخر شعبہ امور عامہ یوکے میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مرحوم انتہائی نیک، مخلص، تہجد گزار، دعا گو، فدائی احمدی اور خلافت کے ساتھ عشق کا تعلق رکھنے والے صابر و شاکر انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ نصرت بیگم الحدیث صاحبہ
اہلیہ مکرم نور الدین الحدیث صاحب (واشنگٹن امریکہ)

24 دسمبر 2023ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ماریشس کے ابتدائی احمدیوں کی اولاد میں سے تھیں اور مکرم احمد حسین Sookia صاحب کی بیٹی تھیں۔ آپ نے ٹیچنگ کی تعلیم حاصل کی اور بطور ٹیچر کام کیا۔ آپ کی شادی 1974ء میں امریکن افریقن احمدی مکرم نور الدین الحدیث صاحب سے ہوئی جسکے بعد آپ 1979ء میں اپنے شوہر کے پاس واشنگٹن (امریکہ) شفٹ ہوگئیں۔ آپ لجنہ اماء اللہ USA کی فعال ممبر تھیں۔ کئی سال بطور صدر لجنہ واشنگٹن خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ تبلیغ میں بہت دلچسپی رکھتی تھیں اور اکثر سیاست دانوں سے بھی خطوط کے ذریعہ رابطے میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو مرتبہ حج کرنے کا بھی موقع دیا۔ متعدد بار ربوہ اور قادیان کے جلسوں میں شامل ہوتی رہیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور نوافل ادا کرنے والی ایک ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین کے ساتھ بھی پیار کا تعلق تھا اور ان سے رابطہ رکھتی تھیں۔ رمضان المبارک میں آپ کا زیادہ تر وقت جائے نماز پر گزرتا اور کئی بار قرآن کریم کا دور مکمل کرتی تھیں۔ جمعہ کا بھی خاص اہتمام کرتیں۔ جب تک صحت نے اجازت دی باقاعدگی سے جمعہ پڑھنے جاتی تھیں۔ دوسروں کی مدد کیلئے بھی ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ (سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی) کی خالہ تھیں۔

(2) مکرم ملک رشید احمد صاحب (ڈیفنس کراچی)

گذشتہ دنوں 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹے اور 5 بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم محمود احمد ناصر صاحب (مسی ساگا کینیڈا)
ابن مکرم حافظ مبارک احمد صاحب
(سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)

26 دسمبر 2023ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ایگریکلچر میں ڈگری حاصل کی اور نصرت جہاں سکیم کے تحت بطور استاد افریقہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ کینیڈا شفٹ ہونے پر احمدیہ ابوڈ آف پیس کے زعیم انصار اللہ کے علاوہ جلسہ سالانہ کینیڈا کے شعبہ فوڈ سپلائی میں خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد، ملنسار اور خلافت سے بے انتہا عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی آواز سے نوازا تھا اور قرآن پاک کی تلاوت بہت شوق سے کیا کرتے تھے۔

(4) مکرم بشیر احمد شاد صاحب
ابن مکرم چودھری محمد اسماعیل صاحب (جرمنی)

2/اکتوبر 2023ء کو 70 سال کی عمر میں پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے پاکستان اور جرمنی میں کئی عہدوں پر کام کیا اور جماعت کے ایک فعال رکن تھے۔ ربوہ میں جلسوں پر حفاظت خاص میں ڈیوٹی دیتے رہے۔ 2004ء میں جرمنی آگئے تھے اور بیت السبوح فرینکفرٹ میں کام شروع کیا اور جلسہ سالانہ جرمنی پر جماعتی کارڈ بنانے کی ڈیوٹی بھی دیتے رہے۔ آپ نے صدر حلقہ اور ناظم اعلیٰ انصار اللہ ڈیٹسن باخ کے علاوہ سیکرٹری تربیت لوکل امارت کے عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتے، اور جماعت کے کام کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرم وقار احمد صاحب
ابن مکرم مقصود احمد صاحب (نوشہرہ ورکاں)

25 نومبر 2023ء کو 42 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مقامی سطح پر زعیم حلقہ مجلس انصار اللہ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ اپنے بچوں کو بھی نماز اور چندوں میں باقاعدگی کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(6) مکرم ماسٹر امتیاز احمد صاحب (گجرات)

19 دسمبر 2023ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ گجرات شہر کے علاوہ ضلعی سطح پر سیکرٹری مال، محاسب اور امین کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1970ء میں ضلع گجرات میں آنے والے سیلاب کے موقع پر اور 1974ء کے پر آشوب دور میں بھی بھر پور خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہر ایک کی مدد کیلئے ہمیشہ کوشاں رہنے والے ایک مخلص اور نافع الناس وجود تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

(7) عزیزم نائل احمد
ابن مکرم نوشاد احمد صاحب (کینیڈا)

22 دسمبر 2023ء کو 4 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزم بہت ہر دلعزیز تھا۔ خلافت سے بے حد محبت کرتا تھا اور ایک tablet اپنے ساتھ لے کر پھرتا تھا جس میں وہ حضور انور کے خطبات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں اور قصیدہ بڑے شوق سے سنتا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ملکی رپورٹیں

قادیان دارالامان میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

مورخہ 20 فروری 2024 کو قادیان کی مندرجہ ذیل چھ مساجد میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد ہوا۔ ہر مسجد میں صدارتی خطاب کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر ''پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور متن پیشگوئی'' کے موضوع پر ہوئی جبکہ دوسری تقریر ''مصلح موعودؓ کا عظیم کارنامہ جماعتی تنظیم اور ذیلی تنظیموں کا قیام اور اسکی برکات'' کے موضوع پر ہوئی۔ کثیر تعداد میں احباب ومستورات جلسہ میں شامل ہوکر جلسہ سے مستفید ہوئے۔

مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم مرشد احمد ڈار صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان نے تلاوت کی اور مکرم سعید احمد ملکانہ مربی نظامت جائیداد نے نظم پڑھی، تقریر مکرم مولوی نیاز احمد نائیک صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان اور مکرم مولوی منصور احمد مسرور صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر نے کی۔

مسجد مہدی میں محترم مولانا حافظ شریف الحسن صاحب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ فاروق اعظم نے کی اور نظم مکرم مشتاق احمد انصاری نے پڑھی۔ تقریر مکرم مولوی نسیم احمد طاہر صاحب لوکل مربی و نائب صدر عمومی قادیان اور مکرم مولوی نجیب اللہ نائیک صاحب مربی دفتر شوریٰ بھارت نے کی۔

مسجد محمود میں محترم مولانا شمیم احمد غوری صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم حشّام احمد صاحب نے کی اور نظم مکرم لقمان احمد تقی صاحب نے پیش کی۔ تقریر مکرم مولوی مصور احمد مسرور اور مکرم مولوی اطہر احمد شمیم صاحب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے کی۔

مسجد مسرور میں محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب قائمقام ناظر امور قادیان کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ نعیم پاشا صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے کی اور نظم مکرم محفوظ احمد شاہ صاحب نے پڑھی۔ تقریر مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مرکزی قاضی دارالقضاء قادیان اور مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب مینیجر اخبار بدر قادیان نے کی۔

مسجد انوار میں محترم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب قائمقام ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم محمد ابراہیم صاحب نے کی اور نظم مکرم عمیر احمد ملک صاحب نے پڑھی۔ تقریر مکرم مولوی طاہر احمد بیگ صاحب نائب ناظم دارالقضاء قادیان اور مکرم مولوی قمر الحق خان صاحب نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے کی۔

مسجد طاہر میں محترم مولانا زین الدین حامد صاحب ناظم دارالقضاء قادیان کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ عبد المنّان صاحب نے کی اور نظم مکرم مولوی مظفر احمد مبشر صاحب معلم سلسلہ لوکل انجمن احمدیہ نے پڑھی۔ تقریر مکرم مولوی فواد احمد ناصر صاحب استاد جامعہ احمدیہ اور مکرم مولوی باسط رسول ڈار صاحب مرکزی قاضی دارالقضاء قادیان نے کی۔

اللہ تعالیٰ ان اجلاسات کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ (صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

دین کی اشاعت کیلئے قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ اور کامیاب تجارت ہیں

اسلامی تعلیم کو پھیلانے کیلئے قلم کا جہاد اور تبلیغ کا جہاد جاری ہے اور اس جہاد کے جاری رکھنے کیلئے بھی جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح اسلام کے ابتداء میں قربانیوں کی ضرورت تھی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 جنوری 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیات کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الصّف کیا آیت نمبر 11 تا 13 تلاوت فرمائی (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝۱۱ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۱۲ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝۱۳) یعنی اَے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

سوال وقف جدید کے دوران سال کتنی وصولی ہوئی اور یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابل کتنی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وقف جدید کے چھیاسٹھ ویں سال کے دوران جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو ایک کروڑ 29 لاکھ 41 ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں 7 لاکھ 18 ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

سوال اسلامی تعلیم کو پھیلانے کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلامی تعلیم کو پھیلانے کیلئے قلم کا جہاد اور تبلیغ کا جہاد جاری ہے اور اس جہاد کے جاری رکھنے کیلئے بھی جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح اسلام کے ابتداء میں قربانیوں کی ضرورت تھی۔

سوال دین کی اشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جائے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دین کی اشاعت کیلئے قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ اور کامیاب تجارت ہیں۔

سوال نفس کا جہاد کسے کہتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج کل یہ مالی جہاد ہی ہے جو نفس کے جہاد کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ انسان اپنی بہت سی خواہشات کو پس پشت ڈال کر دین کی ترقی کی خاطر قربانیاں دیتا ہے تو یہ نفس کا جہاد ہے۔

سوال وہ لوگ جو پرانے بزرگوں کی اور صحابہؓ کی اولاد ہیں انہیں کیا بات مدنظر رکھنی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ لوگ جو پرانے بزرگوں کی اور صحابہؓ کی اولاد ہیں ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھیں کہ آج اگر ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں تو ان لوگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہیں۔

سوال کیا اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے کی گئی قربانی کو نعوذ باللہ نوازتا نہیں ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کبھی یہ بات کسی کمزور احمدی کے دل میں بھی نہیں آنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے کی گئی قربانی کو نوازتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے لامحدود ہیں۔ اس کو ہمارے چند پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قربانیاں جو اللہ تعالیٰ مانگتا ہے یہ تو وہ ہمیں مزید فضلوں کا وارث بنانے کیلئے موقع میسر فرماتا ہے

سوال جہنم کی آگ سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آتا ہے آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور ہی خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔

سوال بخل سے کیوں بچنا چاہئے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سے بچو یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا تھا۔

سوال حضور انور نے وقف جدید کے کون سے سال کے آغاز کا اعلان کیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کے سڑسٹھ ویں (67) سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے معثت کی غرض بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا کہ میں بھی مسیح موسوی کے قدم پر بھیجا گیا ہوں اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رحم اور معافی کی تعلیم دی تھی میں بھی رحم اور بخشش اور صلح اور آشتی کی اسلامی تعلیم کے ساتھ مسیح محمدی کے طور پر بھیجا گیا ہوں اور مذہبی جنگوں کے خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور یہ زمانہ اب قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کا زمانہ ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ مالی قربانی کے متعلق قرآن کریم میں کیا بیان فرماتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی طرف قرآن کریم میں کئی جگہ توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ وہ تمہیں دیتا ہے اور پھر جزا کیلئے تمہیں یہ کہتا ہے کہ اسکے راستے میں خرچ کرو۔ پس اگر ایمان ہے، اگر اللہ تعالیٰ پر یقین ہے تو پھر اس کا تقاضا یہی ہے کہ اسکے راستے میں قربانیاں کرو۔ پھر ایک جگہ تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دیے ہوئے مال سے خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی تحریک پر صحابہ کس طرح قربانیاں کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صحابہؓ کا تو یہ حال تھا کہ کہتے ہیں کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی تحریک ہوتی تھی ہم بازار جاتے تھے، مزدوری کرتے تھے اور تھوڑی سی بھی کوئی مزدوری ملتی تھی تو وہ کمائی لاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کی قربانی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روز مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔

سوال کیا مال کی محبت کے ساتھ ساتھ خدا سے بھی محبت ہو سکتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارے لیے ممکن نہیں ہے کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔

......☆......☆......☆......

لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے

صحابہ کرام نے جو جاں نثاریاں دکھائیں تاریخ ان کی نظیر لانے سے عاجز ہے

یہ لوگ پروانوں کی طرح آنحضرت ﷺ کے گرد گھومتے تھے اور آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے، جو وار بھی پڑتا تھا صحابہؓ اپنے اوپر لیتے تھے اور آنحضرت ﷺ کو بچاتے تھے اور ساتھ ہی دشمن پر بھی وار کرتے جاتے تھے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 جنوری 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال لڑائی میں سب سے زیادہ بہادر کون سمجھا جاتا تھا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔

سوال صحابہ کرام نے احد کے دن کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی۔ جو صحابہؓ آنحضرت ﷺ کے گرد جمع تھے انہوں نے جو جان نثاریاں دکھائیں تاریخ ان کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ یہ لوگ پروانوں کی طرح آپؐ کے ارد گرد گھومتے تھے اور آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے۔ جو وار بھی پڑتا تھا صحابہؓ اپنے اوپر لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے اور ساتھ ہی دشمن پر بھی وار کرتے جاتے تھے۔

سوال صحابہؓ کی ثابت قدمی اور جاں نثاری کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا فرمایا؟

جواب سیرت خاتم النّبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے صحابہؓ کی ثابت قدمی اور جاں نثاری کے بارے میں لکھا ہے کہ جو صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے انہوں نے جو جان نثاریاں دکھائیں تاریخ

ان کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ یہ لوگ پروانوں کی طرح آپؐ کے ارد گرد گھومتے تھے اور آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے۔ جو وار بھی پڑتا تھا صحابہؓ اپنے اوپر لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے اور ساتھ ہی دشمن پر بھی وار کرتے جاتے تھے۔

سوال عیسائی کے اس اعتراض کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا جواب دیا کہ آپؐ نے جھوٹ بولنا یا غلط بیانی کرنا جائز قرار دیا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتی الوسع اس سے مجتنب رہنے کا حکم کیا ہے تا مفہوم کلام کا اپنی ظاہری صورت میں بھی کذب سے مشابہ نہ ہو مگر کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ آپ کے یسوع صاحب اس قدر التزام سچائی کا نہ کر سکے۔ جو شخص خدائی کا دعویٰ کرے وہ تو شیرِ ببر کی طرح دنیا میں آنا چاہیے تھا نہ کہ

ساری عمر توریہ اختیار کر کے اور تمام باتیں کذب کے ہمرنگ کہہ کر یہ ثابت کردیوے کہ وہ ان افراد کاملہ میں سے نہیں ہے جو مرنے سے لاپرواہ ہوکر دشمنوں کے مقابل پر اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں (جس کو تم خدا کہتے ہو وہ تو ساری عمر توریہ سے کام لیتا رہا ہے۔ جو خدا ہے بلکہ خدا کے نبی بھی نہیں کرتے) اور جو اللہ پہ توکل کرنے والے ہوتے ہیں کسی مقام میں بزدلی نہیں دکھلاتے۔ مجھے تو ان باتوں کو یاد کر کے رونا آتا ہے کہ اگر کوئی ایسے ضعیف القلب یسوع کی اس ضعف حالت اور توریہ پر جو ایک قسم کا کذب ہے اعتراض کرے تو ہم کیا جواب دیں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد میں اکیلے ہونے کی حالت میں برہنہ تلواروں کے سامنے کہہ رہے تھے کہ میں محمد ہوں، مَیں نبی اللہ ہوں۔ میں ابن عبد المطلِب ہوں اور پھر دوسری طرف دیکھتا ہوں کہ آپ کا یسوع کانپ کانپ کر اپنے شاگردوں کو یہ خلاف واقعہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں حالانکہ اس کلمہ سے کوئی اس کو قتل نہیں کرتا تو میں دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہوں کہ یا الٰہی یہ شخص بھی نبی ہی کہلاتا ہے جس کی شجاعت کا خدا کی راہ میں یہ حال ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گڑھے میں گرنے کے واقعہ کے بارے میں کون سی روایت آتی ہے اور آپؐ نے گڑے میں گرنے کا سبب کیا بیان کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گڑھے میں گرنے کے واقعہ کے بارے میں روایت اس طرح بیان ہوئی ہے کہ ابو عامر فاسق نے میدان احُد میں بہت سے گڑھے جگہ جگہ کھود دیے تھے تا کہ مسلمان بے خبری میں ان میں گرتے رہیں اور نقصان اٹھاتے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے خبری میں ان میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے۔ آپؐ پر غشی طاری ہوگئی اور آپؐ کے دونوں گھٹنے زخمی ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے جلدی سے بڑھ کر آپؐ کو ہاتھوں میں لیا اور حضرت طَلْحہ بن عُبَید اللہؓ نے آپؐ کو اوپر اٹھا کر باہر نکالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرنے کا سبب بدبخت ابن قمئہ بنا تھا کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر کے تلوار کا وار کیا تھا۔ تلوار آپؐ کی گردن پر پڑی۔ اگرچہ تلوار نے آپؐ پر کوئی اثر نہیں کیا مگر اسکی چوٹ سے آپؐ کی گردن مبارک میں اتنا سخت جھٹکا آیا کہ اسکے بعد ایک مہینے یا اس سے زائد تک آپؐ کی گردن میں تکلیف رہی۔ ساتھ ہی اس نے آپؐ پر پتھر چلانے شروع کیے جن میں سے ایک پتھر آپؐ کے پہلو میں لگا۔ ادھر عُتبہ بن ابی وقاص نے جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھائی تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر کھینچ مارا جو آپؐ کے منہ پر لگا اور آپؐ کا نچلا رباعی دانت یعنی سامنے والے دو دانتوں اور نوکیلے دانت کے درمیان والا دانت ٹوٹ گیا۔ ساتھ ہی اس سے نچلا ہونٹ پھٹ گیا۔

سوال جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا نقصان ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس حملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر جو خَود تھا وہ بھی ٹوٹ گیا نیز دشمن کے مسلسل حملوں میں آپؐ کا چہرۂ مبارک بھی زخمی ہوگیا اور جلد پھٹ گئی۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر وار کرنے والا ایک حملہ آور عبداللہ بن شہاب زہری تھا جس نے بعد میں اسلام قبول کرلیا۔

سوال جنگ احد میں کون سے پندرہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں دشمن سے سب سے زیادہ قریب تھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت حباب بن منذرؓ، ابودجانہؓ، عاصم بن ثابتؓ، حارث بن صِمَّہؓ، سہل بن حنیفؓ اور سعد بن معاذؓ، سعد بن عُبادہؓ، محمد بن مَسْلَمہ۔

سوال جنگ احد جن آٹھ اشخاص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر موت کی بیعت کی تھی وہ کون سے اشخاص تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس روز آٹھ افراد نے آپؐ کے دستِ اقدس پر موت کی بیعت کی۔ ان بیعت کرنے والے خوش نصیبوں کے جو اسماء روایات میں بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سہل بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابودُجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حارث بن صِمَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حُباب بن مُنذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان میں سے کوئی بھی شہید نہیں ہوا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

سماعت میں نور رکھ دے میرے دائیں بھی نور رکھ دے میرے بائیں بھی نور رکھ دے میرے اوپر بھی نور ہو اور میرے نیچے بھی نور ہو اور میرے آگے بھی نور رکھ دے اور میرے پیچھے بھی نور رکھ دے اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔

پھر مصیبت اور حالت کرب کی ایک دعا کا ذکر یوں ملتا ہے کہ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کی حالت میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان و زمین کا اور عرش کریم کا رب ہے۔

دنیا کے فتنے سے بچنے کیلئے ایک دعا ہے (اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ) مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ کلمات ایسے سکھایا کرتے تھے جس طرح لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے اَے اللہ یہ دعا کیا تھی جو سکھاتے تھے کہ اَے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ارزل العمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیاوی آزمائشوں میں گھرنے سے اور قبر کے عذاب میں گرفتار ہونے سے۔

حضور انور نے فرمایا: اب مَیں ان دعاؤں کے بارے میں بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہمیں ملتی ہیں جن میں بعض ارشادات ہیں اور بعض دعائیں ہیں۔ آپؑ نے اپنے ایک خط میں مولوی نذیر حسین صاحب سخا دہلوی جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں توجہ پیدا نہ ہو تو پانچ وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر رکعت کے کھڑے ہوکر یہ دعا کریں کہ اَے خدا تعالیٰ قادر ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف فرما اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعے سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میسر آوے۔

پھر ایک جگہ آپ نے دعا کی ہے کہ اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا احسان پر احسان کیا تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا سو اب بھی مجھ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارا گر کوئی نہیں۔ آمین۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں سمجھتا ہوں یہ ایسی دعا ہے جسے روزانہ ضرور پڑھنا چاہئے۔ یہ دعا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط میں لکھی تھی۔ ان کا مقام دیکھ کر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کس توجہ سے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے۔

پھر آپ کی ایک دعا ہے جو آپ نے پیغام صلح کے شروع میں تحریر فرمائی ہے جس کی طرف ہمیں بہت توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا کہ اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا ہے۔

پھر ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا ہے اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلا۔

حضور انور نے فرمایا: ان دعاؤں کو قبولیت کیلئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔ درود کے بغیر ہماری دعائیں جو ہیں وہ تو ہوا میں معلق ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچتی نہیں۔ پس (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) کا بہت زیادہ ہمیں ورد کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی دے کہ ہم اپنے دل سے یہ دعائیں کرنے والے ہوں اپنی زبان میں بھی دعائیں کریں حقیقی بے قراری کے ساتھ اور مضطر بن کر دعائیں کریں جن کے دل کی گہرائیوں سے یہ دعائیں نکل رہی ہوں۔ رمضان کی برکات کو ہمیشہ قائم رکھنے کیلئے بھی دعا کریں۔ اس جمعہ کی برکات اور آئندہ آنے والے تمام جمعوں کی برکات ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ اسیران کی رہائی کیلئے بہت دعا کریں۔

ہمیں اور ہماری نسلوں کو جنگوں کی آگ سے محفوظ رہنے اور اس کے بعد کے اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے بہت دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ انسانیت کو بچالے اور ہمیں دعاؤں میں بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

طالب دعا: شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 11 - April - 2024 Issue. 15

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں مضطر اور بے قرار کی دعائیں قبول کرتا ہوں، پس اپنی دعاؤں میں حالت اضطرار پیدا کرنے کی ضرورت ہے

یہ دعائیں ہی ہیں جو ہمیں ان حالات سے نکالیں گی جن میں ہم آج کل ہیں بلکہ امت مسلمہ کے ابتلا سے نکالنے کیلئے بھی دعائیں ہی کام آئیں گی اگر اس کو سمجھ کر یہ لوگ دعا کریں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کو ترک کریں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5/اپریل 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النمل کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش فرمایا۔

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ (ترجمہ) یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مضطر اور بے قرار کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ گذشتہ جمعہ بھی میں نے دعا کا مضمون ہی بیان کیا تھا کہ دعائیں کس طرح ہونی چاہئیں ان کی حکمت ان کی فلاسفی کیا ہے۔ یہی دعا کا مضمون آج بھی جاری ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مضطر کی دعائیں سنتا ہوں، تو مضطر سے مراد صرف بے قرار ہی نہیں ہے بلکہ ایسا شخص ہے جس کے تمام راستے کٹ گئے ہوں۔ پس جب ہم دعا کیلئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں تو ایسی حالت بنا کر جھکیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ سوائے تیرے ہمارا کوئی نہیں اور ہم تجھ ہی پر انحصار کرتے ہیں، بھروسہ کرتے ہیں اور تیرے پاس ہی آئے ہیں۔ جماعتی لحاظ سے تو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے جو ہمیں ان حالات سے نکالے جو پاکستان میں ہیں یا بعض دوسرے ملکوں میں ہیں بلکہ ذاتی طور پر بھی اگر انسان سمجھے تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کام کرتا ہے۔ وہی ہے جو ہماری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شناخت کی یہ خاص نشانی بیان فرمائی ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ پس اپنی دعاؤں میں حالت اضطرار پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں دعاؤں کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے یہ دعائیں ہی ہیں جو ہمیں ان حالات سے نکالیں گی جن میں ہم آج کل ہیں بلکہ امت مسلمہ کے ابتلا سے نکالنے کیلئے بھی دعائیں ہی کام آئیں گی اگر اس کو سمجھ کر یہ لوگ دعا کریں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کو ترک کریں بہر حال جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ اضطرار کی حالت پیدا کریں، اگر اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ فرمایا: قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے کہ اب دنیا کے تمام راستے بند ہو گئے ہیں اور اب ایک ہی راستہ ہے جو خدا تعالیٰ کا راستہ ہے جو حضرت تواب کا راستہ ہے جو ہمیں مشکلات سے نکال سکتا ہے۔

مضطر کی ایک پہچان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بتائی ہے کہ لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ کہ سزا کے طور پر اور آج احمدی ہی ہیں جو ابتلاؤں سے گزر رہے ہیں جن پر یہ پابندیاں ہیں کہ عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار بھی نہیں کر سکتے۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں بعض قرآنی اور مسنون دعاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو بھی دہراؤں گا ان دعاؤں پر غور کر کے ہمیں مستقل توجہ دینی چاہئے اور اضطرار کے ساتھ پڑھنا بھی چاہئے اسکے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے۔ صرف نماز میں ہی نہیں ویسے بھی اسی دوہراتے رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: سورہ فاتحہ کی ایک خصوصیت یہ ہے اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے ورظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے۔ انشراح بخشتا ہے تسلی دلاتا ہے اور طالب حق کو حضرت احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئے۔

پھر قرآن کریم کی ایک دعا ہے (رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) اَے ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کرے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اسکے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اسکے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس دنیا کو حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہونا چاہئے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر اس قرآنی دعا کو بھی آج کل بہت شدت سے اور بہت اضطرار سے کرنا چاہئے۔

(رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ) اَے ہمارے رب ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اس دعا کا بھی بار بار اور اضطرار کے ساتھ ورد کرنا چاہئے (رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ) اَے ہمارے ربّ ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے اور اَے ہمارے ربّ ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ان کے گناہوں کے نتیجے میں تُو نے ڈالا اور اَے ہمارے ربّ ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابلے پر نصرت عطا کر۔

ایمان کی مضبوطی کیلئے یہ دعا بھی بہت پڑھنی چاہئے (رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ) اَے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقینا تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بعض دعاؤں کو ذکر کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعے میں اپنی نماز میں دعا مانگوں۔ آپ نے فرمایا تم کہو:

(اللّٰھمَّ إِنِّي ظَلَمۡتُ نَفۡسِي ظُلۡمًا كَثِيرًا وَلَا يَغۡفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنۡتَ فَاغۡفِرۡ لِي مَغۡفِرَةً مِنۡ عِنۡدِكَ وَارۡحَمۡنِي إِنَّكَ أَنۡتَ الۡغَفُورُ الرَّحِيمُ) اَے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا سوائے تیرے۔ پس تو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائیے جو میں کہا کروں آپ نے فرمایا یہ کہا کرو (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَثِیۡرًا وَّسُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کیلئے بہت حمد ہے پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوت ہے مگر اللہ کو جو غالب بزرگی والا اور خوب حکمت والا ہے۔ اس بدوی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو میرے ربّ کیلئے ہیں میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کہا کرو کہ (اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ وَاھۡدِنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ) کہ اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

حضرت عائشہ رضی تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو جاگتے تو فرماتے (لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنۡتَ سُبۡحَانَكَ اللّٰھُمَّ أَسۡتَغۡفِرُكَ لِذَنۡبِي وَأَسۡأَلُكَ رَحۡمَتَكَ اللّٰھُمَّ زِدۡنِي عِلۡمًا وَلَا تُزِغۡ قَلۡبِي بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنِي وَهَبۡ لِي مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً إِنَّكَ أَنۡتَ الۡوَهَّابُ) اَے اللہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اے اللہ میں تجھ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ مجھے علم میں بڑھا دے اور میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا بعد اسکے جب تو نے مجھے ہدایت دے دی اور اپنی جناب سے مجھے رحمت عطا فرما یقینا تو ہی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی معاملے میں پریشانی ہوتی تو آپ فرماتے (یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ) اَے زندہ اور دوسروں کو زندہ رکھنے والے اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کیا کرتے تھے (اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡمَأۡثَمِ وَالۡمَغۡرَمِ) اَے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے۔ اَے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور مالی بوجھ سے۔

پھر بخاری میں ایک دعا اس طرح ملتی ہے کہ (اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ فِیۡ قَلۡبِیۡ نُوۡرًا وَّفِیۡ بَصَرِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ سَمۡعِیۡ نُوۡرًا وَّعَنۡ یَّمِیۡنِیۡ نُوۡرًا وَعَنۡ یَّسَارِیۡ نُوۡرًا وَّفَوۡقِیۡ نُوۡرًا وَّتَحۡتِیۡ نُوۡرًا وَّاَمَامِیۡ نُوۡرًا وَ خَلۡفِیۡ نُوۡرًا وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ نُوۡرًا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَے اللہ میرے دل میں نور رکھ دے میری بصارت و بصیرت میں نور رکھ دے میری

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad